

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

ہفت روزہ

لاہور

جلد دوم نمبر ۱۳

# خُذْ مَرَدِّیْنَ

جلد اول | یوم جمعہ ۱۲ اگست ۱۹۵۵ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ | شمارہ ۱۳

## استقلالِ اظہار

ذی سوریستی :-

## شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ العالی

### چند لکھنے والے

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مولانا احمد علی صاحب  
مولانا محمد ظفر الدین صاحب  
جناب نسیم مجازی صاحب  
جناب احسان دانش صاحب  
سید مشتاق حسین صاحب بخاری  
جناب حفیظ ہوشیار پوری  
خان عبدالحمید خاں صاحب  
محمد مقبول عالم صاحب  
جناب حامی عبیدی صاحب

جو کہ ہر

## جمعۃ المبارک

کو

بدیعت

سالانہ ... گیارہ روپے

ششماہی ... چھ روپے

مدیر :-

عبد المنان چوہان

پابندی کیساتھ لاہور سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ

چار آنے

یکے از مطبوعۃ ابجد خدام الدین لاہور



# محرم اور ان کی ستریں

از منہ قرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرالاولیٰ

کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا۔

قرآن تعالیٰ :-

وَالْحِجَابُ حُبُّهُ فَإِنَّهُمْ عَلَيْهِمْ قَالُوا لَيْتُمْ أَعْبَادًا  
اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ سَوْأَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ  
وَأَسْتَعْمَرُ كَمْ قَبْلَهُ فَتَاهَا فَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ يَتَّبِعُوا  
الْبَيْتَ ط- إِنَّ بَيْتَ قُرَيْبٍ حَبِيبٌ س- سَوْءَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ  
ترجمہ :- اور تمہاری طرف ان کے بھائی صاحب کو بھیجا  
کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا  
کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں زمین سے بنایا۔ اور  
تمہیں اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس  
کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے قبول  
کرنے والا۔

## بہل جرم

شُرک سے تائب ہو کر تو حید خداوندی کے سامنے  
سے نکال دے۔

## دوسرا جرم

اپنے معبود حقیقی سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی  
مانگنے سے انکار۔

## تیسرا جرم

گناہوں سے توبہ کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ  
ہونے سے انکار۔

قرآن تعالیٰ :-

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ  
صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ  
ذَاتُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ وَمَا اسْتَكْبَرْتُمْ عَالِمِينَ  
مِنْ آجِرِهِ ۚ إِنَّ آجِرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ  
أَتُرِيدُونَ نِيَامًا هَهِئًا أَمِينًا ۚ فِي جَبَلٍ  
دَائِعٍ ۚ وَإِنْ تَرَوْهُ فَقُولُوا غِيَا ۚ وَإِنْ تَرَوْهُ فَقُولُوا غِيَا ۚ  
وَتَقِيحُونَ مِنَ الْجِبَالِ مِنُوتًا خَالِصِينَ ۚ  
(سورة الشعراء رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ :- قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان  
سے ان کے بھائی صالح نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔  
میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ  
سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس بہرہ  
کوئی مزدوری نہیں مانگا۔ میری مزدوری تو بس رب  
العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہیں ان چیزوں میں

## قوم ثمود کا ذکر ضمن تذکیر بایام اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ  
البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں  
کو راہ راست پر لانے کے لیے تین قسم کی تذکیروں سے  
قرآن مجید میں کام لیتا ہے۔ تذکیر بالآلہ۔ اللہ تعالیٰ  
اپنی نعمتیں یاد دلانا کہ انہیں اپنے حکم کی تعمیل کرنا چاہتا  
ہے۔ تذکیر بایام اللہ۔ گزشتہ قوموں کے حالات کا  
ذکر فرماتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر کی  
نا فرمانی کی۔ اور احکام الہیہ کی تصدیق نہ کی مگر عینک ہر  
ممکن طریقہ سے پیغمبر کی مخالفت ہی کرتے رہے۔  
بالآخر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان قوموں پر آیا۔ پیغمبر اور  
معدودے چند انسان جو پیغمبر پر ایمان لائے تھے وہ  
عذاب الہی سے بچ گئے۔ باقی ساری کی ساری قوم  
عذاب الہی میں مبتلا ہو کر فنا ہو گئی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ  
کے لیے دردِ زخ کا ٹکڑے کر دینا سے رخصت ہوئی۔  
تذکیر بایام اللہ موت یہ ہے۔ کہ لوگوں کے اعمال کے  
جو نتائج مرنے کے بعد نکلنے والے ہیں وہ ان کے سامنے  
لائے جائیں۔ شاید ان آخرت کے نتائج سے ڈر کر  
وہ راہ راست پر آجائیں۔ آج قوم ثمود کا واقعہ بعض  
تذکیر بایام اللہ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

## قوم ثمود

قوم ثمود اپنے دادا کی طرف منسوب ہے۔ اس قوم کا  
جد اعلیٰ ثمود تھا۔ ثمود چارہ اسطوں سے فرج میلہ اسلام  
تک جا پہنچتا ہے۔ یہ قوم عاد و ثمود ہی کہلاتی ہے ان  
کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان تھیں۔ ثمود کی بستیاں  
کے گھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ یہ لوگ دراصل  
قوم عاد کا بقیہ ہیں۔ جو قوم عاد اسلام کے ساتھ بچ  
گئے تھے قوم ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
زمانہ سے بہت پہلے کا ہے۔

## قوم ثمود کا مذہب

وہ اپنے پیشروؤں کی طرح بت پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ  
کے سوا بہت سے معبودان باطل کے پرستار اور  
شرک میں مبتلا تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان

یہاں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا۔ یعنی  
باغوں اور چشموں میں اور گھیتوں اور کھجوروں  
میں۔ جن کا خوشہ ملائم ہے اور تم پہاڑوں کو تراش  
کر تکلف کے گھر بناتے ہو۔

## چوتھا جرم

حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانا

## پانچواں جرم

اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنا

## چھٹا جرم

پیغمبر کی نافرمانی کرنا

## ساتواں جرم

باغات۔ کھیتوں اور کھجوروں کے باغوں کی دھن میں  
لگا رہنا۔

## آٹھواں جرم

پہاڑوں کو تراش کر مکانات بنانا۔ جس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے سدا ہی اس  
دنیا میں رہنا ہے۔ اور آخرت کے گھر بنانے کا نہیں  
کوئی خیال ہی نہیں ہے۔

## نواں جرم

قالوا انما انت من المسحرین۔

سورة الشعراء رکوع ۱۹ پارہ ۱۹

ترجمہ :- کہتے تھے تم پر کسی نے جادو کیا ہے۔

یعنی جو باتیں قوم سے کہتا ہے۔ اس سے معلوم  
ہوتا ہے کہ تم پر کسی نے جادو کیا ہے۔ اور تیرا باغ  
خراب ہو گیا ہے۔ یعنی اپنے مصلح۔ ہادی اور خیر خواہ  
پرواغ کی خرابی کا الزام لگانا۔ خیال فرمائیے۔ یہ ان  
کی بڑی حماقت ہے۔

قرآن تعالیٰ :-

فَأْتَتْ بِآيَاتِنَا إِذْ كُنْتَ مِنَ الضَّالِّينَ ۚ  
(سورة الشعراء رکوع ۲۰ پارہ ۲۰)

(ترجمہ) سو کوئی نشانی سے آ۔ اگر تو سچا ہے۔  
یعنی اگر تو واقعی خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہے تو میں مجروح  
دیکھا۔

## معجزہ معین کر کے مانگا

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ  
ایسا نہ ہو کہ معجزہ ظاہر ہونے کے بعد بھی تم انکار پر  
مصر اور مدینہ پر قائم رہو۔ قوم کے سرداروں نے  
پختہ وعدہ کیا کہ ہم فوراً ایمان لے آئیں گے تب  
حضرت صالح علیہ السلام نے انہی سے دریافت  
کیا کہ تم کس قسم کا معجزہ چاہتے ہو۔ انہوں نے  
مطالعہ کیا کہ سامنے والے پہاڑ میں سے راستی کے  
اس پیغمبر میں سے جو نذرہ پر نصیب ہے۔ ایک  
ایسی اونٹنی ظاہر کرے۔ کہ جو گاہن ہو۔ اور فوراً بچہ  
دے۔ حضرت صالح علیہ السلام (باقی صفحہ ۲)



# خدا مالک دین

جلد ۱ { ۱۲ اگست ۱۹۵۵ء } شمارہ ۱۳

## یوم استقلال

۱۲ اگست پاکستان کا یوم استقلال ہے۔  
الحمد للہ! ہم اس دن آزادی کے نویں سال میں داخل ہو جائیں گے۔ یوم پاکستان بڑی دھوم دھام سے منایا جائے گا۔ فوجی پرڈ ہوگی سگری تقریبات ہوگی۔ بیرونی ممالک سے پیغامات تہنیت وصول ہوں گے۔ اور اندرونی طور پر ہمارے سیاسی رہنما اپنے کارناموں کی داستان کو عام جلسوں میں پڑھ کر سنائیں گے۔ اور ریڈیو پر نشر کریں گے۔ اس طرح سے استقلال کا شگامی دن گزر جائے گا۔

لیکن سوچنا یہ ہے کہ کیا یوم استقلال پر ہمیں رنگین محفلیں ہی آراستہ کرنی ہیں یا اپنے گریباؤں میں منہ ڈال کر اپنا حساب کرنا چاہئے۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ کیا ہم نے اپنے مسائل حل کر لئے ہیں۔ اگر نہیں کئے تو کیوں نہیں کئے۔ کیا ہماری ہوس اقتدار نے مسائل کو پس پشت تو نہیں ڈال دیا۔ کیا ہم نے قومی سرمایہ اور قومی وقت کو ذاتی بخشش کی نذر تو نہیں کر دیا؟ اس سوال کا بھی جواب دینا ہے کہ خواص اور عوام میں جو تناؤ تھا وہ کم ہوا یا زیادہ؟ یہ بھی بتانا ہے کہ ہم عوام کے درمیان کتنا عرصہ رہے۔ اگر نہیں رہے تو کیوں نہیں کون سی چیز خواص اور عوام میں حاصل ہوئی؟ انتہائی مصروفیت یا ندامت اور محاسبہ کا ڈر؟ ایسے نیا مسائل کو دیکھیں کہ حل ہوئے یا نہیں۔ اگر نہیں حل ہوئے تو کیا وجوہات ہیں؟

ہمارے مسائل کی فہرست کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ مثلاً دستور کا مسئلہ۔ کشمیر کا مسئلہ۔ ہمارے جرنی کی آباد کاری کا مسئلہ ضروریات زندگی کو ارضا کرنے کا مسئلہ۔ تعلیم کا مسئلہ۔ مغویہ خواتین کا مسئلہ۔ قلت رہائش کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ مسائل کوئی ایک یا دو سال کے پڑانے نہیں بلکہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی پیدا ہو گئے تھے۔ اگر انہیں

عمیق دیکھا جائے تو ان میں سے بعض کبھی حل نہیں ہوئے۔ اور بعض صرف معمولی طور پر حل ہوئے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار پیش کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ یہ مسائل تب حل شدہ کہے جائیں گے جب عوام کی اکثریت انہیں حل شدہ کہے گی۔ ہمارے عوامی ادل تو عوامی مشکلات معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے اور اگر کبھی کرتے بھی ہیں۔ تو سرکاری اہلکاروں کے ذریعہ سے جن کی "ایمانداری" عوام سے پوشیدہ نہیں۔ ہم محض تنقید کے قائل نہیں اور نہ اس سے عوامی مقبولیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہم تو اپنا فرض ادا کرنے کے قائل ہیں۔ جس سے معاشرہ خود بخود اصلاح پذیر ہو جائے گا۔ لیکن ذمہ دار طبقہ کے اعمال کی تنقید نہ کر کے پردہ پوشی کرنا بھی ہمارے نزدیک قومی جرم ہے۔ لہذا ہم ارباب اختیار سے اس یوم پاکستان پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض منصبی کا احساس کریں۔ تاکہ وہ عوام کے نزدیک مجرم قرار نہ پائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں اپنی ہنسی اور کار سازی سے عوامی محاسبہ سے بچ جائیں۔ لیکن وہ دن دور نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کل کائنات کے سامنے اپنی تمام عطا کردہ نعمتوں کا حساب لین گے۔ وہاں نہ دیکھیں ہوگا نہ اپیل۔ عدل و انصاف ہوگا۔ اور اسی کے مطابق جزا و سزا ہوگی اسی یوم پاکستان پر ہم ایک بات عوام سے بھی کہنا چاہتے ہیں۔ ان کے ہر عمل حیات کی ذمہ دار حکومت ہی نہیں آپ حکمرانوں کو تو فاروق اعظم کا اسوہ سچھاتے ہیں مگر خود بھی تو فاروق اعظم کے عوام نہیں۔ آپ اپنا بھی جائزہ لیں کہ آپ نے کہاں تک اپنی اصلاح کی ہے۔ آٹھ سال میں آپ مذہب سے کس قدر قریب ہوئے ہیں۔ اور

خالق کو بجاوت اور مخلوق کو بجزرت راضی کرنے کے اصول پر کس قدر عمل پیرا ہوئے ہیں۔

آئیے! ہم پاکستان کے آٹھویں یوم استقلال پر اپنے خالق سے اپنے دل میں عہد کریں کہ اس کا اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر حکم دل سے مانیں گے۔ سختی و توسع اپنی اصلاح کو کے اپنے معاشرے کو بہتر بنائیں گے۔ اور اپنے اپنے فرائض کی تکمیل میں پوری کوشش کریں گے۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور ہمیں اس راستہ پر چلائے۔ جس پر چلنے سے وہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔ ع

اس دعا از من و از جملہ جاہلین باد

### امن کا پیغام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی دہی حالت تھی جو اس وقت ہے۔ اس وقت قیصر کسری کے دو ہلاک تھے جو ایک دوسرے کو مٹانے کے وہم سے تھے۔ اس وقت انیکلو امریکن اور اشتراکی ہلاک ہیں۔ جو ساری دنیا کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیے تیار ہیں کہ اسے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کسری دوڑوں کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ دونوں نے اسے ٹھکرا دیا تو آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی۔

هَذَا قِصْرٌ فَلَا قِصْرَ لَعَنَكَ - هَذَا كِسْرٰی فَلَا كِسْرٰی لَعَنَكَ - قیصر ہلاک ہو گیا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ کسری ہلاک ہو گیا اس کے بعد کسری نہ ہوگا۔ قیصر شاہ روم اور کسری شاہ ایران کا لقب تھا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سی امن و امن کی تشنہ دنیا کو تباہی کے گڑھے سے نکال سکتے ہیں۔ اسلام سر امر امن و سلامتی کا پیغام ہے اور یہی دنیا کو اس وقت تباہی سے بچا سکتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے خود مسلمانان عالم کتاب و سنت کو اپنا ہیں اور پھر ان دونوں کی روشنی میں دنیا کو اسلام کا پیغام دیں ع

سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا عدالت کا لیا جائے گا پھر سے کام دنیا کی امامت کا ہمیں یقین کامل ہے کہ اس طریقہ سے ہم دنیا کو تباہی

اسے جاکر اسلام کی روشنی میں ان کی اصلاح کریں



# نماز بزرگان دین کی نظر میں

مکتوب حضرت محمد (جلد اول)

ترجمہ: تحقیق خلاسی باقی اُن لوگوں نے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

مکتوب نمبر ۵۹ { وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے۔ تمام گزشتہ شریعتوں کا امتیاز ہے اور وہ اعمال جو اس شریعت حق کے موافق ہیں۔ سب گزشتہ شریعتوں بلکہ فرشتوں کے اعمال سے منتخب ہیں۔ کیونکہ بعض فرشتوں کو رکوع کا حکم ہے۔ بعض کو سجد کا اور بعض کو قیام کا۔ اور ایسا ہی گزشتہ امتوں میں اور قرب فرشتوں کے اعمال کا نمونہ انتخاب کر کے اُن کو بجالانے کا حکم دیا۔

مکتوب نمبر ۳۰۵ { خدا تجھے ہدایت دے۔ طوطا پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض اور واجبات اور سنت و تحب سب کے سب ادا کیے جائیں۔ نماز کا خشوع بھی انھیں چار امور میں سے ہے۔ اور دلی کا خشوع اور حضور بھی اپنی پروردگار سے ہے۔ بعض لوگ ان امور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سستی اور سہل ازگاری کرتے ہیں۔ اس لیے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں اور بعض لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ حضور و قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں۔ یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے ڈھونڈتے ہیں۔ کیونکہ حضور قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ لا حول ولا ایدٰی الا بحضرة انقلاب۔ ممکن ہے کہ اس حضور قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور راہ (فرصت) واجب۔ سنت اور مستحب کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تاکہ ان امور کو کسی امر کے بجائے فی نفسہ فوری واقع نہ ہو۔

مکتوب نمبر ۳۰۶ { اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا۔ نہ کو باسلام کا اصل عظیم حاصل ہو گیا۔ جتنا چاہئے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عباد کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستحق اور برتر ہے اور وہ تکبیر جو ارکان کے بعد ہیں وہ اس امر کی رموز و اشارات ہیں کہ یہ لوگ جو ادا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کی بارگاہ کی عبادت کے لائق نہیں۔ اور رکوع کی تسبیح میں جو تکبیر کے معنی ہوئے ہیں اس لیے آخر رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم فرمایا۔ برخلاف دونوں سجدوں کے کہ باوجود ان کی تسبیح کے ادا نہ ہو کر تکبیر کہنے کا امر ہے۔ تاکہ کسی کو یہ نہ ہو کہ مسجد میں نہایت فروتنی اور ہمتی اور نہایت ذلت و انکسار کے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ کے دور کرنے کے لیے سجد کی تسبیح میں فقط اعلیٰ کو اختیار کیا۔ اور تکبیر کا تکرار بھی مسنون ہوا۔ اور چونکہ نماز میں سہرا ہے۔ اس لیے آخر نماز میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی ص ۲۰)

اعضاء کو اٹھانا چاہئے جو آسمان سے نزدیک ہیں۔ پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہئے۔ ..... الخ قیام کے وقت اپنی نظر کو سجود کی جگہ پر اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر اور سجد کے وقت نوک بینی پر اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا دونوں بطنوں کی طرف رکھنا چاہئے۔ جب نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں اور نہ گردہ بالا جگہوں پر رکھیں۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ نماز جمیعت کے ساتھ میسر ہو گئی اور خشوع والی نماز حاصل ہو گئی۔ جس طرح کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے۔ اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا رکھنا اور سجد کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے۔ اس کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔ انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب اور بے فائدہ نہیں ہے۔ صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں کوئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل کیا ہے۔ ہمارے لیے صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مکتوب نمبر ۸۵ { حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔۔۔

”نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اس کو قائم رکھا۔ اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ترک کیا۔ اس نے دین کو گرا دیا۔ اور جس کسی کو ہمیشہ کے لیے نماز ادا کرنے کی توفیق بخشیں اس کو برائیوں اور بے حیائیوں سے سزا رکھتے ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْقِیْهِ عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ اسی بات کی مؤید ہے اور جو نماز ایسی نہیں ہے وہ صرف صورت نماز کی ہے جس میں حقیقت کچھ نہیں۔ لیکن حقیقت کے حاصل ہونے کی صورت کو بھی نہ چھوڑنا چاہئے۔ مَا لَا یُؤْتِیْ حَلٰلًا لَا یُؤْتِیْ حَلٰلًا۔ وہ اگر مومن (یعنی خداوند تعالیٰ) اگر صورت کو حقیقت کے ساتھ اعتبار کرے تو کچھ دور نہیں ہے۔

پس آپ پر واجب ہے کہ نماز خشوع و حضور سے ادا کریں۔ کیونکہ خشوع اور خلاصی کا یہی سبب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَتَذَكَّرُ الْمَوْتِ الَّذِیْ فِیْ صَلٰوةِ رَبِّهِمْ خَاشِعُوْنَ

مکتوب نمبر ۲۶۶ { نماز جو دین کا ستون ہے اس کے متحرک سے فضائل اور ارکان بیان کئے جاتے ہیں۔ خود سے سینے۔ اول و نحو کے کامل اور پورے طور پر کرنے سے چارہ نہیں ہے۔ ہر عضو کی تین بار تمام و کامل طور پر دھونا چاہئے۔ تاکہ وضو و وجہ سنت ادا ہو۔ اور سر کا مسح یعنی سارے سر کا مسح کرنا چاہئے۔ اور کانوں اور گردن کے مسح میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور بائیں ہاتھ کی خضر یعنی چھنگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف خلال کرنا مکمل ہے۔ اس کی رعایت رکھتے اور تحب کے بجالانے کو چھوڑنا نہ جائیں۔ مستحب اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور دوست ہے۔ اگر تمام دنیا کے عوض اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ فعل معلوم ہو جائے اور اسی کے مطابق عمل میسر ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔

کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہئے جو مومن کا معراج ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ فرض نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہونے پلے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ ترک نہ کرنی چاہئے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہئے۔ اور اگر اہمیت میں تدبیر مسنون کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ اور رکوع و سجد میں طہارت ضروری ہے اور قوم میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آجائیں۔ اور سیدھا کھڑا ہونے کے بعد طہارت ضرور ہے۔ کیونکہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔ ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان سے درست بیٹھنے کے بعد اطمینان فروری۔ ہے۔ جیسے کہ قوم میں۔ اور رکوع و سجد کی کم تر تسبیح تین بار ہے اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار۔ اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے موافق ہے۔ شرم کی بات ہے کہ انسان اکینہ ہونے کی حالت میں باوجود طاقت کے اقل (تھوڑی) تسبیحات پوکنا سنت کرے۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے۔ تو پانچ یا سات بار تو کہے اور سجدہ کرنے کے وقت اول وہ اعضا و دین پر رکھے جو زمین سے نزدیک ہیں پس اول دونوں زانو زمین پر رکھے۔ پھر دو ہاتھ۔ پھر راک۔ پھر پیشانی اور زانو اور ہاتھ رکھنے کے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔ اور سر کے اٹھانے کے اقل ان



# عہدِ پیمان

بتقریب حشر استقلان !

(از حفیظ اہری پوری)

آج اپنے دل سے تازہ یہ پیمان کرینگے ہم  
شام و سحر کو تابع فرماں کرینگے ہم  
شبِ نیم کو راز و سحر دریا بتائیں گے  
پھر عظمت بشر کو جگائیں گے خواب سے  
کبتک متاعِ حسنِ عمل بے نشاں ہے  
گلابائے عاقبت نوازیں گے ہم سے  
نکلانہ کام خونِ بشر کے بغیر اگر  
ہم اور تار سائی دستِ دعا کا غم

ہر مشکلِ حیات کو آساں کرینگے ہم  
خود اہتمام گردشِ دوراں کرینگے ہم  
باطر ز تو تہیہ طوفان کرینگے ہم  
پھر فکرِ سر بلندی انساں کرینگے ہم  
اس جنسِ بے نشاں کو نمایاں کرینگے ہم  
دامانِ روزگار پہ احساں کرینگے ہم  
اس جنسِ بے بہا کو بھی ازراں کرینگے ہم  
پائے طلب سے راہ کو آساں کرینگے ہم

رکھ دیں گے پل میں سینہ صحر کو چیر کر  
جس وقت عزمِ چاک گریباں کرینگے ہم

ان شاء اللہ تعالیٰ ہر روز صبح و شام دعا کرتا رہتا ہوں

اپنے موقع کے لئے امانت کا اقدار سنبھال کر لیا ہے اور شرف

اس لئے اسے جانت کرنا ضروری ہے

تخلیص و راجعہ الی اللہ



# مجلسِ ذکر

☆ مرتبہ: چوہدری عبدالرحمن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۴ اردی الحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد محدود منا و مرثیہ  
حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## موت محسوس

سے بھی حس سلوک کرو (سورہ مستعدہ رکوع ۲ پارہ ۲۸)

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :-

لَا تَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوا كُفْرًا مِنْ دِيَارِهِمْ وَلَكُمْ إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِلَهُكَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُنَافِقِينَ (جن لوگوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ تعالیٰ تم کو ان کے ساتھ نیک اور انصاف کرنے نہیں روکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں)

الحمد للہ آپ آجاتے ہیں تو میں اچھی سمجھداری کو نبھا دیتا ہوں۔ ایسے موقع پر میرا خاموش رہنا میرے لیے گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میرے پاس اسی لیے بھیجتا ہے کہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی رہنمائی کروں مجھے اپنے حضرات کے جوتوں کے صدمے یہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ میں اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہیں سمجھتا۔ ع

صدرتے ہیں تیرے ساتھی مشکلی اسل سوسے  
سستی مری مٹا دے خاک بے جاں کرے  
ہم چوں حنا سودہ نگر دی بترنگ

ہرگز بکف پائے یار نہ رسی  
یہی تصوف کی روح ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں تصوف کو ترکہ کہا گیا ہے اگر یہ نہ ہو تو کبر ہوتا ہے منکبر ہر ایک کو اپنے آپ سے گھٹیا تصور کرتا ہے اور سب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کبر جہنم میں پہنچا دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرا سا بھی تکبر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ اگر مستی فنا ہو

میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں کہ جمعرات کا یہ اجتماع اس خاص شفق کی بناء پر ہے جو میرے اندر آپ کے درمیان ہے۔ اگرچہ میں گھٹکا ہوں اور اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہیں سمجھتا۔ لیکن میں اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہوں۔ میرے دو مربی ہیں۔ شجرہ میں داییں طرف حضرت دین پوری اور بائیں طرف حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہما ہیں۔ دونوں مجھ پر کچھ بوجھ ڈال گئے ہیں۔ میری عمر دس سال کی تھی۔ جب میں نے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے جو انی کے بعد بیعت کی تھی۔ دونوں نے مجھے اللہ کا نام بتلایا۔ اور دوسروں کو بتلانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس لیے ان دونوں کی رہنمائی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ جن کا مجھ سے بیعت کا تعلق ہے۔ یہ اجتماع دراصل اسی غرض سے منع ہوتا ہے اور حضرات بھی شامل ہو جاتے ہیں چشم مار و روشن دل ماثاد۔ میں کسی کو منع نہیں کرتا۔ ہم اللہ کا نام لیتے ہیں جس کا دل چاہے شریک ہو جائے۔ میرے درس میں بعض میرے مخالف بھی لگتے تھے۔ اب بھی آتے ہیں۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ وہ میری ہی بات سن کر جانیں گے۔ مولوی حسرت علی اہل قرآن کے امام تھے۔ جب کبھی تشریف لائے تو میں ان کو ادب سے بلا کر اپنے پاس بٹھاتا۔ کیونکہ وہ میرے باپ سے بھی بڑے تھے۔ وہ مجھے اور ہمارے بزرگوں سب کو کافر کہتے تھے۔ میں نے ان کو الحمد کی الف سے لے کر والناس کی سین تک سارا قرآن درس میں سنایا۔ اخلاق اور چیز ہے اختلاف رائے اور چیز ہے۔ ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ کافر سے

تو پھر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بھی محمد سے اچھا۔ وہ بھی محمد سے اچھا۔

آج میں موت محمود کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْهَمُوا تَمَنَّى لَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَالْأَشْرَارُ بِالْحِجَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ لَوْ عَدَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلِىَ الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُونَ

بے شک جن لوگوں نے (ایک دفعہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کی۔ ان پر اللہ کی طرف سے موت کے وقت ملائکہ نازل ہوں گے (اور وہ ان کو یہ پیغام دیں گے) کہ خوف نہ کرو اور نہ غمگین ہو۔ اور تم کو اس صحت کی خوش خبری ہو جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی اور آخرت میں تمہارا دوست تھے۔ اور اس (جنت میں) تمہارے لیے ہر وہ چیز موجود ہے۔ جس کی تمہارے نفس خواہش کریں گے۔ اور جس کو تم طلب کرو گے)

اس قسم کی موت محمود ہے۔ یہ ان لوگوں کی موت ہے۔ جو عسیر اور سیر میں اللہ کے دروازہ ہمیں پڑے رہے۔ اور اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہیں گئے جس چیز کی ضرورت ہوئی اسی سے مانگی۔ بیٹا۔ روٹی۔ شفا۔ غرضیکہ ہر ضرورت کے لیے اسی کا دروازہ کھٹکھٹایا اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی کے دروازے پر نہیں گئے۔ ہاتھ پھیلا دیا تو اسی کے آگے۔ چل کر گئے تو اسی کے دروازہ پر نہر چھپکایا تو اسی کے آگے۔ غرضیکہ ہر حال میں اسی کے ہو کر رہے۔ اس قسم کے اللہ کے بندوں کی موت محمود ہوتی ہے۔ ان کے پاس موت کے وقت ملائکہ عظام پیغام خوشخبری لے کر آتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے سکرات کی حالت میں انسان میں بین ہوتا ہے۔ اس جہاں سے پوری طرح نہیں ٹٹا۔ اور عالم ملکوت میں پہنچا نہیں۔ اس وقت ملائکہ عظام آکر اَلَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا.... کا پیغام اس کو دیتے ہیں۔ خود مستقبل اور حزن ماضی کے متعلق ہوتا ہے۔ ملائکہ عظام دنیا میں انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ مگر یہاں اس سے ملتے نہیں۔ مرنے کے بعد جب یہ ان کے دلیں میں جاتا ہے تو پھر وہ اس سے مل کر اس کو مبارک باد دیتے ہیں کسی اللہ والے نے اس قسم کے حضرات کی موت کے متعلق کیا ہی خوب کہا ہے۔

أَنْتَ الَّذِي دَلَّكَ شَاكُ أَمَلِكَ بِأَكْبَرِ  
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَفْعَلُونَ سُرُورًا  
اے شخص تو وہ ہے کہ جب (تیری ماں نے تم کو جنا تھا تو تو رورہا تھا۔ اور تیرے گرد لوگ منہ ہنساتے اور خوش ہو رہے تھے)

فَأَحْضِ عَنِّي نَفْسًا إِذَا بَكَتْ - (وہ میرے پاس)



# اسلام غیر مسلم کی نظر میں

گن گشت سے پیوستہ

بہتر ہے۔ اور انصاف ہمیشہ غالب آتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس بارے میں کافی ثبوت ملتا ہے کہ محترمہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس لحاظ کی پوری امید تھی جبکہ اللہ کو جاننے والے مکمل امن میں رہیں گے۔ اس واقعہ کے بارے میں دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے کہ جب عید یثول کے ایک دن نے آپ سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا تمہاری نماز کا وقت آ گیا ہے نماز اسی جگہ مسجد میں ادا کرو۔ یہ جگہ واحد اللہ کی ملکیت ہے۔

مسلمان ہونے کے لیے اس پانچ نکاتی تنظیم **طلبہ** کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) مسلمان اس چیز کا لازمی طور پر قرار دے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محترمہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔ اس قرار کا یہ مطلب نہیں کہ صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ایک اللہ کے رسول ہیں۔ اس قرار میں تمام اسرائیلی پیغمبر شامل ہیں اور عیسائیت کے پیغمبر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مسلمانوں میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ جس چیز پر مسلمان زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ کہ وہ خدا کا آخری پیغام لائے ہیں۔ ان کی بعثت اس سلسلہ کو ختم کر دیتی ہے۔ وہ خاتمہ خاصانِ رسل ہیں۔

(۲) مسلمان کے لیے لازمی ہے کہ وہ روزانہ پانچ وقت صبح۔ دوپہر۔ بعد دوپہر (عصر) غروب آفتاب اور رات کو نماز ادا کریں۔ بہتر ہے اگر یہ نماز جماعت سے ادا ہو۔ مسلمانوں کو تمام دیکھنے والے اس امر کے شاہد ہیں کہ اس عالمگیر مذہب میں جو چیز غیر معمولی طور پر پرمخ ہے وہ یہ ہے کہ بدھ سے دے کی روشنی میں مسلمان مسجد میں شانہ نشاندہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر وہ جھکتے ہیں اور اللہ کے رخ ہو کر سجدہ کر دیتے ہوتے ہیں۔ تب اسلام کی اخوت دیکھنے والوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

(۳) مسلمان لازمی طور پر ہر سال اپنے کل درجہ کا ۲ فیصدی بطور زکوٰۃ دیں۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کل روپیہ پر ہوگی نہ کہ صرف کسی سال کی آمدنی پر۔ مسیحی عشر کی طرح یہ مسئلہ اب انجمنِ راوی آزادی پر مبنی ہے۔ تاہم یہ اصول ایک بڑی خصوصیت رکھتا ہے کہ موجودہ زمانے کے اسلامی ممالک اسی اصول کی بنا پر معاشرتی اصلاح کے ٹیکسوں کو حق بجانب گردانتے ہیں۔

(۴) مسلمان لازمی طور پر دن کے وقت ساتھی میں ایک قمری جبینہ کے لیے روزے رکھیں۔ یہ بات نہایت تعجب خیز ہے کہ مسلمان تو م کا ایک

ترجمہ: سید مشتاق حسین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی افتتاحی الفاظ ہیں۔ جب مسلمان ایک دوسرے کو ملتے ہیں۔ تو دہری روایتی سلام یعنی ”تم پر رحم ہو“ (السلام علیکم) کہتے ہیں۔ من حیث الجماعت نماز کی تمام ترتیب و احادیث پر مبنی ہے۔ جس میں نماز کو بلانے والی مشہور آواز (اذان) بھی شامل ہے۔

بعض احادیث نے مغربی رسم و رواج پر بھی اثر ڈالا۔ ایک موقع پر جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک گھر سے کو منہ پر دانتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ غلہ باؤں نے کہا کہ اہلِ روم نے ہمیں ایسا طریقہ سکھایا ہے۔ تاکہ جانور چوہی سے محفوظ رہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قدرے توقف کے بعد فرمایا کہ اگر تم داغ تو پوشت پر ناغہ! جہاں گوشت زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جانور کا چہرہ اس کے جسم کا سب سے زیادہ نازک حصہ ہوتا۔ چنانچہ یہی رسم تمام جگہ پھیل گئی۔

بطور ایک کامیاب برنیل کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت سی روایات اصولِ حرب کے بارے میں موجود ہیں۔ ”نہایت ایمانداری سے عہد و پیمان کو پورا کرو و ظلم و ستم سے پرہیز کرو۔ اور مرد و دشمن کی نفس کو برہنا نہ بناؤ۔ بچوں۔ عورتوں۔ بوڑھوں اور ان آدمیوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ جو اپنے مذہب کی نگہداشت کے لیے مقرر ہیں۔ مقدس مقامات نہ خولو اور فصول کو برباد نہ کرو۔“

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معجزات کے متعلق بہت محتاط تھے۔ اور معجزہ طلب کرنے والوں کو تنبیہ فرماتے تھے۔ بہر حال بہت سے معجزات موجبِ حیران سے وابستہ ہیں۔

تمام احادیث میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت پاکیزہ ہستی معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام مذاہب کے نیک لوگ سمجھتے ہیں کہ ذاتِ باری سے آپ کا بہت زیادہ واسطہ تھا۔ انہوں نے تبلیغ کی کہ غلاموں کو آزاد کرایا جائے۔ بابِ اپنی معصوم بچیوں کو جان سے ہٹا کر نہ کریں۔ معاشرے کے مظلوم لوگ بھی ہر حال زمین میں حصہ داری کا حق رکھتے ہیں۔ امن جنگ سے

☆ قرآن کے علاوہ تعلیماتِ اسلامیہ کا انحصار احادیث پر ہے۔ احادیث کا مطلب یہ کہ ”جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا اور عمل کر کے دکھایا“ یہ زیادہ تر روزہ کے واقعات سے متعلق ہیں لیکن یہی احادیث اس خیر البشر ”کی وفات کے بعد حفظ کر لی گئیں۔“

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تقریباً چھ لاکھ احادیث و روایات مشہور تھیں۔ معتد علماء و فضلاء نے ان کو جانچنے اور رکھنے کا کام شروع کیا اور ان میں سے صرف چوبیس ہزار متا حدیثوں کے نزدیک مصدقہ اور مستند شدہ ہیں۔ اپنی احادیث ہی سے اسلام کے بہترین نظریہ حیات کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثلاً ایک تاریک رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی زوجہ مطہرہ کی مقیت میں مسجد سے گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں انہوں نے دو آدمیوں کو آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے انہیں قریب بلایا اور فرمایا کہ میرے ساتھ میری شریکِ حیات ہیں۔ اس پر انہوں نے احتجاج کیا اور عرض کی یا رسول اللہ۔ ہمیں آپ کے متعلق بدگمانی نہیں تھی؟ فرمایا۔ مجھے تمہاری بدگمانی کا ڈر نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تنہا سے تمہارے ایمان میں خلل پیدا نہ ہو جائے۔

ایک دن ایک یہودی آپ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ آپ کے ایک جلیل القدر صحابی نے یہ کہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے برتر ہیں۔ اس سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ آپ نے ان صحابی کو بلایا اور فرمایا تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا، دوسروں کے جذبات کا احترام ضروری ہے۔“

مسلمان کے ایمان اور معاشرت کی بنیادیں انہی احادیث پر ہی استوار ہیں۔ ہر ایک مسلمان کھانا شروع کرنے وقت یا کسی اور کام کی ابتداء میں یہ دہراتا ہے کہ ”اللہ کے نام سے“ جو سب سے زیادہ لفظ پہچاننے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) یہی قرآن کے

ہر ایک شخص کی صحت اور زندگی و عزت کے لیے بہترین چیزوں کی ضرورت ہے۔



بڑا طبقہ فی الواقعہ روزے رکھتا ہے۔ صبح صلیقے سے کچھ عرصہ پہلے ایک آدمی آخری طور پر کھا لیتا ہے اور پانی کا آخری گلاس پی لیتا ہے تمام دن کے دوران میں قطع نظر کہ کس قدر مجلسا دینے والی گرمی ہو سچے مسلمان خورد و نوش کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ غروب آفتاب پر انٹھادی ہوتی ہے۔

(۵) مسلمان لازمی طور پر عمر میں ایک بار حج بیتہ کریں۔ بشرطیکہ وہ جسمانی اور مالی طور پر ایسا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے عہدہ حاجی کہلا سکتے ہیں۔ یہ فریضہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب مسلمان مسجد الحرام سے چند کوس پر پہنچتا ہے اور یہ فریضہ اب بھی ادا ہو رہا ہے۔ جبکہ مسلمان کئی بڑا غلطیوں کو پار کر کے یہاں آتے ہیں۔

تاریخ میں کوئی مذہب بھی اسلام سے زیادہ عمر سے نہیں پھیلا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات پر (پندرہ سال بعد) جزیرہ عرب کا ایک خاص حصہ اسلام کے زیر نگین آچکا تھا۔ جلد ہی ممالک شام۔ ایران۔ مصر۔ موجودہ روس کی زمیں سرحدوں اور شمالی افریقہ سے لے کر چین کے دروازوں تک اسلام پہنچ گیا۔ اگلی صدی میں تو اس کی ترقی اور بھی نمایاں ہو گئی۔

اہل مغرب عام طور پر اس غلط فہمی میں ہیں کہ اسلام کی وسعت تواتر کی مرہون بنت ہے لیکن کوئی بھی قوی مسلم اس خیال آرائی پر جزوقتی ثبوت نہیں کرتا۔ اور قرآن آزادی ضمیر کا پرچار کر کے اس خیال کو باطل قرار دیتا ہے۔ اس حقیقت کے جوہر میں بہت پائدار ثبوت ہے کہ اسلام نے بہت سے مخالفت مذاہب کو برداشت کیا۔ بشرط فقط یہ تھی کہ وہ خود کو لاداری کا اہل بنائیں اور حفاظتی ٹمکس ادا کریں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیہم اس چیز کی ہدایت کی کہ مسلمان اہل کتاب سے زیادہ سے زیادہ تعاون کریں۔

یہ سچ ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں و نصاریٰ کے آپس میں جنگیں ہوتی رہیں (بعض دفعہ یہودیوں و نصاریٰ ہی لڑائیوں پر مصر ہوئے تھے) اور قرآن میں ایسی صورت حالات سے خبر دے کر ہونے کے لیے احکامات موجود ہیں۔ لیکن یہ حقیقت بھی جھٹلائی نہیں جاسکتی کہ اہل کتاب "لادنا مذاہب معہہ سلوک کے مستحق قرار دئے جاتے۔ اور ان کی عبادت اور عقائد کی پوری آزادی ہوتی۔

**ضروری خفائق** اقداری کتب سے اہل مغرب اپنی متاثر ہو کر یقین کر لیتے ہیں کہ مسلمان وحشی اور خونخوار

تھے۔ ان کے لیے یہ مان لینا کتنا مشکل ہے کہ ہماری مذہبوں کے مختلف شعبہ ہائے میں مسلمان مذکورہ کتنا داخل ہے۔ مثلاً سائنس۔ طب۔ ریاضیات۔ جغرافیہ اور فلسفہ جیسے علوم میں ہم اپنی کے متون احسان ہیں۔ ان صلیبیوں نے جنہوں نے مقدس سرزمین (بریتانیا) پر بغاوت کی جب وہ یورپ واپس ہوئے۔ تو وہ اخوت شاعری۔ جو انہری۔ فنون جنگ اور حکمرانی کی خوبیوں سے الامال تھے۔ جامدہ (یونیورسٹی) کے متعلق براہ نظر ہے کہ مسلمانوں کی شہرہ ہے جنہوں نے علم تاریخ کو اپنی مروجہ کتابوں سے اکر چھڑا کر اسلام نے عرب کی آغوش میں آنکھ کھولی لیکن آج کی اسلامی دنیا میں عربوں کی تعداد صرف سات فیصد ہی ہے اور عربی زبان تقریباً بیس فیصد ہی بولی جاتی ہے۔

تمام مذاہب میں سب سے زیادہ صرف اسلام اپنے پیروکاروں کو اخوت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور رنگ و نسل کے فرق کو مٹاتا ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود رنگ و جاکھ ایسا رکھتے تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا یعنی بالکل سفید لیکن آج آپ کی قوم تمام نسلوں پر مشتمل ہے۔ سیاہ فام افریقہ سے۔ زردی ممالک میں سے۔ خاکستری ملایا سے۔ اور سفید ترکی سے۔ ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے اور یہودیت کی طرح یہ مذہب بھی تصویق کشی کو پسند نہیں کرتا، مسجدیں بجائے تصاویر کے نقشوں سے سجائی جاتی ہیں۔ اگر یہ مضمون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصاویر (تذات) سے مزین ہوتا تو اس رسالہ کی تمام کاپیاں اسلامی ممالک میں ضبط کر لی جاتیں۔

تاریخ میں طویل مدتوں تک مسلمان تعلیم محمدی سے غافل رہے۔ اگر کوئی ترکیہ اور ایران کے سلطانوں کو دیکھ کر اس کے قائم کرے تو اسے کہنا پڑے گا کہ اسلام بطور مذہب یکسر ناکام تھا لیکن مسیحیت بھی اس الزام سے بری نہیں ہے بلکہ اگر اس خرابی کو بیا جائے جو اسلام نے دنیا میں رائج کی تو اس مذہب کی لازوال برتری کا معرکہ ہونا پڑتا ہے۔ میں کئی سال سے اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور نہیں سمجھتا کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں تعاون کیونکر ممکن نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی ہیں جو غیر مسلموں کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور انکی شامل ان سبھی قزاقوں کی ہے کہ زمانہ وسطیٰ میں مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے تھے لیکن تاریخ نے ایسے تشدد کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔

نہ مجھے اس چیز کی سمجھ آتی ہے کہ عربوں اور یہودیوں میں عارضی نفرت دیر پا ہو جائے۔ تاہم تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں باہمی مفاد کے لئے اشتراک تھا۔ بدترین حلفاء کے زمانوں میں بھی

یہودیوں کو نہایت ذمہ دار عہدے ملتے رہے۔ اور انہیں اسلامی سوسائٹی کے امین پوری آزادی و سبب حاصل تھی۔ اور اگر آج یہودیت کو ریاست کی تشکیل کا موقع ملا ہے تو مسلمانوں کے ساتھ بھی تو وہی سلوک کرنا ہونا چاہئے۔

دنیا میں آج اسلام کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ بطور مذہب اشتراکیت کے سخت مخالف ہے۔ بعض دفعہ جب میں مسلمانوں کے درمیان ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ خدا کی قدرت و منزلت اہل اسلام کے دلوں میں جیسائیوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اور یہ باور نہایت دشوار ہے کہ اسلام اشتراکیت کے سامنے سرنگول کر دے گا جو کہ ذات باری ہی کی موجودگی کی منکر ہے۔ البتہ دوسری صورت میں ایک معاشرہ کی حیثیت سے اسلام باہمی اشتراک کو سراہ داری سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ پس اگر اقوام مغرب اپنی غیر مال اندیشی سے معاشی اور سیاسی طور پر اسلامی دنیا سے الحاق کریں اور وہاں معاشرتی تباہی کا سامان پیدا کر دیں تو مجھے غرور ہے۔ کہ اہل اسلام کو باطنی طور پر خدا کے بندے سہی لیکن بظاہر اشتراکیت کے دامن میں پناہ لیں گے اہل مغرب جو دنیا نے اسلام میں بے شمار مسائل سے دوچار ہوں گے۔ لیکن ان کے لیے نراں کے یہ اندھا نہایت خوش کن ہوں گے۔ جن میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تمہارے مذہب سے بہترین دوست وہ ہوں گے جو خود کو عیسائی کہتے ہوں گے۔ (پارہ ۱۱ سورہ المائدہ - رکوع ۱۱)

### بقیہ مکتوب ۳۲ (۱۷۷۷)

دسمل شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ پس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو اپنا معراج بنائے اور نہایت قرب حاصل کرے حضور نے فرمایا ہے۔ "قرب ما یكون العبد من اللہ فی لہولاء اور نمازی جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور خدا کے اوارتے وقت حق تعالیٰ کی مخلوق جہاں ہمارا کہہ کر حق تعالیٰ ہمارے ہمیدہ بنائیں پر بھیجا جاتا ہے۔ اسلئے اسکی تسلی کے واسطے نماز کو دوسلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔ اور یہ جو حدیث نبوی میں ہر شخص کے بعد سو دفعہ تسبیح و تحمید و تہلیل کا حکم ہے فقیر کے علم میں اس کا مجھ پر ہے کہ ان کے نماز میں جو قصور کو تاہمی واضح ہوتی ہے اس کی تلافی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے تمام اور تالاف ہونے کا اقرار کیا جائے اور جب حق تعالیٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا ہو جائے تو اس نعمت کی حمد و شکر بجالانا چاہئے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا حق نہ بنا چاہئے جسے جب نماز اس طرح شرائط و ادا کے ساتھ ادا ہو جائے اور بعد ازاں تہ دل سے ان کلمات طلبہ کے ساتھ تعظیم و تکریم کی تلافی کی جائے اور توفیق عبادت کی نعمت کا حکم ادا کیا جائے اور حق تعالیٰ کے ساتھ



# بَدَل ڈالو!

از جناب آجندہ دانش خستہ

سحر قریب ہے شب کا سماں بدل ڈالو  
اُچٹ رہی ہے ستاروں کی تنیدیں سن کر  
یہ سب شرارت گلچیں کے شانسانے ہیں  
مئے سجودِ محبت کا یہ تفت اضاب ہے  
جگا جگا کے تمہیں تھک چکے ہیں تنگامے  
کیسی ہوئے نہ ہوگا شقاوتوں کو ثبات  
تمہارے سامنے ماضی کے کارنامے ہیں  
اک انقلاب ہے اس انقلاب کے ہمراہ  
بہر مقام ہرسان نوی کے ہیں آثار  
بُرس چکا ہے شگوفوں پہ بے شمار لہوا  
زمانہ تیز قدم ہے فلک زبوں رفتار  
غلط روی سے متاثرل کا بعد بڑھتا ہے  
سفینہ جا کے کنائے پہ لگ تو سکتا ہے

ہے اب حرام یہ خواب گراں بدل ڈالو  
یہ قصہ ختم کرو بادستاں بدل ڈالو  
چمن جلے نہ جلے آشیاں بدل ڈالو  
دعائے لپست و غلط استاں بدل ڈالو  
خموش کیوں ہو یہ خواب گراں بدل ڈالو  
یکشت و خون پہ تیغ و سناں بدل ڈالو  
قدم بڑھاؤ رخ کارواں بدل ڈالو  
جہاں پکار رہا ہے جہاں بدل ڈالو  
یہ ناصواب نظم جہاں بدل ڈالو  
ہمارے نو کو پکارو! خستہاں بدل ڈالو  
زمین عبور کرو آسماں بدل ڈالو  
مسافرو! روش کاررواں بدل ڈالو  
ہوا کے رخ پہ چلو بادباں بدل ڈالو

ہیں اس مقام کے خقدار رازدان چمن  
جو پھول ہنس نہ سکیں باغباں بدل ڈالو



# ایک پاکستانی عالم ارواح میں

نسیم حجازی

عالم ارواح میں اقبال، سلطان ٹیپو اور محمد بن قاسم کی روحوں کی ملاقات ہوتی ہے۔

سید جمال الدین افغانی کی روح ایک جنسی انسان کی روح کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔

ہماری دستور ساز اسمبلی کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہے۔  
افغانی (اقبال سے) مجھے یقین ہے کہ اہل پاکستان نے دستور سازی کے لئے وقت کے بہترین علماء اور فقہاء کو جمع کر لیا ہوگا؟  
نوارو۔ نہیں جناب ہم نے ایسی کوئی غلطی نہیں کی۔ ہماری دستور ساز اسمبلی میں اکثریت ایسے بزرگوں کی ہے جن کا علم یا ذکاوت ہمارے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتی  
اقبال۔ کیا مطلب؟

نوارو۔ میرا مطلب ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ کسی بحث میں انجنا پسند نہیں کریں گے۔ پس جو آئین بنے گا۔ اس پر سب متفق ہو جائیں گے اس میں شک نہیں کہ دستور ساز اسمبلی میں ایسے آدمی بھی آگئے ہیں جو کافی پرستار ہیں۔ لیکن فیصلے کے وقت انہیں بھی اکثریت کا ساتھ دینا پڑے گا

محمد بن قاسم۔ یہ اکثریت اور اقلیت کا جھگڑا نہیں ہے۔ بہت پریشان کن ہے۔ ہر حال تمہارا آئین تو اسلامی ہوگا نا؟

نوارو۔ یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔ جب ملک کی اکثریت مسلمان ہے۔ اکثریت کی نمائندہ اسمبلی میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اور جو آئین بنے گا۔ وہ اسلامی مملکت پر نافذ ہوگا تو وہ جو بھی ہوگا۔ وہ اسلامی ہوگا۔

اقبال۔ "اسلامی آئین" تو صرف اسلامی اصولوں کی پیروی سے بن سکتا ہے۔ اور اسے نیا بھی وہ لوگ سکتے ہیں جو اسلام کے اصولوں کو سمجھنے کی صلاحیت کے علاوہ ان کی صداقت پر ایمان بھی رکھتے ہوں۔

نوارو۔ اب تو انہوں نے آئین سازی کا کام سنبھال لیا ہے۔ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ انہیں صلاحیت اور ایمان بھی عطا کر دے۔ افغانی۔ لیکن آٹھ سال تم آئین کے بغیر ملک کا نظام کس طرح چلائے رہے ہو؟

نوارو۔ سیفی ایکٹ کی بدولت ہماری حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔

سلطان ٹیپو۔ وہ کیا ہونا ہے۔

نوارو۔ قانون تحفظ امن عامہ۔ لیکن اسی عملی صورت میں یہ قانون صرف برسر اقتدار حکومت کے گل پرزوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اقبال۔ اب تم پاکستان کی ترقی کے متعلق کچھ بتاؤ۔

نوارو۔ پاکستان کے مرکز اور صوبوں میں عوامی حکومتیں قائم ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

میں داخل دینے کی اہل یا حقدار نہیں سمجھتی  
محمد بن قاسم۔ ہمارا تو خیال ہے کہ خیف کندھوں پر زیادہ اوجھ نہیں لادنا چاہئے۔ اور ہم تو پاکستان کے متعلق کچھ جاننے کے لئے میثاب ہیں یہ تم کسی سیاسی جماعت کا ذکر کیوں لے آئے۔

نوارو۔ میں نے یہ بتانا اس لئے ضروری سمجھا تھا کہ پاکستان کی واحد سیاسی جماعت کا ایک محرز رکن ہونے کی حیثیت میں جو بات میرے منہ سے نکلے گی۔ وہی صحیح ہوگی!

سلطان ٹیپو۔ تمہارا مطلب ہے کہ تم جس جماعت کے نمائندہ ہو۔ اس کا ہر فرد سچ بولتا ہے لیکن ایک مسلمان کو تو ہر حالت میں سچ بولنا چاہئے۔

نوارو۔ میں سچ یا جھوٹ بولنے کے متعلق بحث نہیں کرتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں جس جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں۔ وہ پاکستان کی اکثریت کی نمائندہ ہونے کی دعویدار ہے اس حیثیت میں میں جو کچھ کہوں گا۔ وہی صحیح ہوگا۔ کیونکہ اکثریت ہم پر اعتراض کرنے والوں کے مقابلہ میں صرف ہماری بات کی تائید کرے گی۔

محمد بن قاسم۔ یہ باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آتیں۔ تم پاکستان کے متعلق بتاؤ۔

نوارو۔ "پاکستان خدا کے فضل سے بہت ترقی کر رہا ہے۔ سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ پاکستان کے آئین کا تھا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم اس امتحان میں بھی کامیاب ہوں گے۔"

اقبال۔ ابھی تک پاکستان کا آئین نہیں بنا  
نوارو۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ

سید جمال الدین افغانی۔ اقبال! اقبال! اقبال! اقبال کی روح تعظیم کے لئے آگے بڑھتی ہے) اقبال۔ سیدی! فرمائیے میں حاضر ہوں۔ جمال الدین افغانی۔ میں آپ کے لئے ایک تحفہ لایا ہوں۔

اقبال۔ کیا تحفہ؟

افغانی۔ اسے دیکھو یہ تمہارے وطن کا ایک انسان ہے۔ یہ اس سرزمین سے آیا ہے جس کی خاک کے ذروں کو تم نے ذوق الوندی عطا کیا تھا۔ یہ اس قوم کا فرد ہے جس کے جوانوں کو تم نے ستاروں پر کندیں ڈالنے کا سبق دیا تھا۔ یہ اس دین کا علمبردار ہے جس کے سپاہیوں کے متعلق تم نے کہا تھا کہ جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دل ہائیں ہ طوفان یہ پاکستان سے آیا ہے۔ اسی پاکستان سے جو میرے اور تمہارے خوابوں کی تعبیر ہے۔ یہ شاید غلطی سے کسی اور عالم کی طرف جا رہا تھا، میں اسے تھوڑی دیر کے لئے یہاں سے آیا ہوں۔

اقبال۔ بہت احسان کیا۔ آپ نے مجھے مدت سے کسی کا انتظار تھا۔ (نوارو سے) آؤ مجھے پاکستان کے حالات سناؤ۔

نوارو۔ پاکستان کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں پاکستان کی واحد نمائندہ جماعت کا رکن ہوں۔

سلطان ٹیپو۔ "وہ کیا ہوتی ہے؟"

نوارو۔ واحد سیاسی نمائندہ جماعت سے مراد ایک ایسی جماعت ہے جس نے پاکستان اور قوم کا سارا بوجھ اپنے خیف کندھوں پر لاد لیا ہے اور جو کسی اور جماعت کو ملک کے سیاسی امور



(انمولانا محمد طیف الدین صاحب)

ایک وفد آپ نے ارشاد فرمایا، بدترین فرمانروا وہ ہے، جو پبلک پڑھ کرے اور ان پر رحم و کرم نہ کرے، ایک حدیث میں ہے، کہ سید الکونین نے فرمایا تم جانتے ہو قیامت کی گرمی جب شباب پر ہوگی، اور اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سایہ کی طرف کون لوگ پناہ لینے کے لئے بڑھیں گے صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہت علم رکھتا ہے، آپؐ نے فرمایا وہ افراد حکومت کہ جب ان سے کلمہ حق کہا جاتا ہے تو بے چون و چرا قبول کرتے ہیں، جب کوئی ان سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس پر اس کا حق خرچ کرتے ہیں اور جب وہ لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے عدالت کی کرسی پر بیٹھتے ہیں تو اپنے حق میں انصاف کرنے کی طرح لاگوں میں انصاف کرتے ہیں، دجیا کہ قرآن میں رب العالمین کا ارشاد ہے، کہ اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کرو گو اپنے خلاف یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف

”اے اہل حکومت خواہ مقبوضوں پر حکومت ہو خواہ  
بہتوں پر، ہے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے

المسلمین اور المظلوم اور عاجز و پائیدار و زہد بندہ کے لئے  
 ذی الحاجۃ اعلیٰ اللہ وہ قورب العالین بھی اس پرانی رحمت  
 الہیہ محمد بن عبد الحاحۃ و فقہ کا دورہ ازہ اس وقت بندہ کو بھی  
 اقصا فایکون الیہ و شکایت بیان مجلس کے ضرورت یا حقانی پیش کرتا  
 اس حدیث کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ  
 کا اسی وجہ سے دستور تھا کہ انہوں نے ایک آدمی ہی مقرر  
 کر رکھا تھا، جو لوگوں کی ضرورتیں لگا کر ان کے سامنے پیش  
 کرتا، تاکہ کوئی حاجت مندا یا باقی نہ رہے جس کی حاجت  
 نہ پہنچ سکے، یا وہ اپنی کسی عجز و بی سے خود حاضر نہ ہو سکے  
 دوسری حدیث میں اسی مضمون کو اس طرح ادا  
 کیا ہے کہ اگر افراد حکومت میں سے کسی نے ایسا طریقہ  
 اختیار کیا جس سے ضرورت مندا اپنی حاجت و روائی  
 نہ کر سکیں، اور خضر اور روائی تک نہ پہنچ سکیں، تو  
 رب العالمین ایسے فرد کی دعا قبول نہیں کرتا و اس  
 کی آرزو کے پورا ہونے میں رب العزت کی رحمت  
 دستگیری نہیں کرتی۔



حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے گورنروں کو ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ گورنری طرح پبلک پرستی نہ کرنے پائیں اور نہ ان کا مال غصب کرنے کی سعی کریں، پھر آپ نے پبلک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

”تم میں سے جس کے ساتھ حکومت کے آدمی ہمارے سختی سے پیش آئیں، ان کا مقدمہ میرے یہاں پیش کیا جائے میں ان سے باز پرس کروں گا، اور پورا بدلہ اسے چکاؤں گا“

آپ نے اس خطاب کو سن کر حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

”کیا آپ ایسے شخص سے بدلہ اور قصاص لیں گے، جو اپنی رعیت کو ادب دے گا؟“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یسین کر جواب دیا ای والذی یضی بیلہ ان تم سے اس ذات کی جس کے الا اقصہ وقد ایت قبضہ قدرت میں میری جان، یقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ دیکھتے لوگ جبکہ میں نے رسول یقین من فہمہ حبیب اللہ خذوا خیرکم کونہ آپ کے ہاتھ سے انصاف نقل کرنے کا مشاہیر سے کہ خود کریں جواب کا لب و لہجہ کتنا تیز اور جرس ہے اور ساتھ ہی کس قدر مدلل اور ٹھوس ہے، کہیں سے کوئی کمزوری اور خواجہ حکام کی پاسداری کا کوئی جذبہ نکلتا ہے؟ اور وہ کیسے بزرگوں کی ناپائیداری کرتے، جس کی زندگی کا نقشہ ہو گا اس کی نگاہ میں پبلک اور عوام کی جو عزت ہے وہ کسی اور کی نہیں۔

اسلام میں جو سب سے بڑا مرتبہ رکھتا ہے، وہ بھی قانون میں ایک معمولی انسان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اسی کی ترجمانی ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے (جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں) قیصر روم کے دربار میں کی تھی، فرمایا تھا :-

”ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا سردار باقی رکھیں گے اور اگر ان کے سوا کسی اور چیز پر عمل کرے تو ہم اس کو منزل کر دیں گے۔ اور اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں، اور زنا کرے تو سنگسار کریں، اور اگر وہ کسی کو گالی دے تو وہ بھی اس کو اسی طرح گالی دے۔ اور اگر وہ کسی کو زخمی کرے۔ تو اس کو بدلہ دینا پڑے۔ وہ ہر جہت سے چھپ کر پڑے میں نہیں بیٹھتا وہ ہم سے شرم نہیں کرتا ہال غنیمت میں اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا مرتبہ رکھتا ہے؟“

یہ اسی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک فقرہ ہے کہ ایک دفعہ جب خطا تھا تو آپ قسم کھاتی تھی جب تک خطہ دور نہ ہو جائے گا کبھی اور شہر نہ گاؤں کا خطہ کے زمانہ میں آپ روٹی زمین کے تیل کے ساتھ متعلق کرتے تھے کاکچا معدہ خراب ہو گیا، آپ کا تمام یہ حالت دیکھ کر ہمارے کچھ بھی اور شہر غریبا اور غریب کیا۔ یا امیر المؤمنینؓ اپنی قسم کا کفارہ دے دیجیے۔ اور اسے ستمنا کر لیجیے حضرت عمرؓ غزالیؓ کی یہ کہہ سکتے تھے جب تک میں غزالیؓ نہ اٹھوں دوسروں کی تکلیف کا اندازہ کیسے کر سکتا ہوں، پھر آپ نے اس کو دیکھ کر کہہ دیا۔ (تاریخ خلافت صفحہ ۲۲)

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حکمران طبقہ کے صدر عظم کو خصوصیت سے انصاف کی تاکید کی ہے اور بار بار اسے دہرایا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معتقد اقوال میں بتایا ہے، کہ عدل و انصاف امام وقت کا کتنا اہم فریضہ ہے، اور اس کی خلاف ورزی اس کے لئے دین و دنیا میں کس قدر نقصان اور شران کا سبب ہے۔ اور آپ یہ آیت پڑھ کر آئے ہیں :-

وَإِذَا حُكِمَ مِنْكُمْ فِي شَيْءٍ فَلْيَكُنْ لَهُ مِنَ الْإِثْمِ كُنْ  
النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ تِلْكَ الْوَعْدُ الَّذِي كُنْتُمْ تُبَدِّلُونَ  
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
”سلطان نوے زمین پر اللہ کا سایہ ہے اس میں کہ رب العالمین نے اسے زمین پر اتارا ہے، ہر ظلم بندہ گن گناہ میں سے اس کی طرف پناہ لینے کی سعی کرے پس اگر سلطان نے انصاف برتا تو اس کے لئے اللہ کے یہاں بدلہ دیا جائے، اور عزت کا فریضہ ہے کہ اپنے منصف سلطان کا شکریا دار کرے اور اگر سلطان نے جو ظلم سے کام لیا تو اس پر برا بگناہ ہے اور عزت کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ (روح خود رب العزت قسم حقیقی ہے)۔“

ایک موقع سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حکومت کو عدل و انصاف کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا :-

قیامت کے دن اللہ کو سب سے پیارا، اور سب سے زیادہ نزدیک محبس والا منصف امام ہے، اور قیامت کے دن رب العالمین جس کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا، اور اپنے سے دور کرے گا وہ ظالم امام ہے۔“

سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین چیزوں کا خطرہ ہے، ان میں ایک یہ بھی فرمایا :-

”سلطان کا جو روٹھ کو پیشہ بنا، حسرت معاویہؓ دن کا بیان ہے کہ ایک بار مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
”اے معاویہؓ اگر تم کسی کام کے ذمہ دار بنائے جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انصاف کرنا“

حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
”قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے دربار میں سب سے بڑے مرتبہ والا انصاف دوست امام ہے جو عزت کے حق میں نرم خوار اور جبروان ہو، اور لوگوں میں سب سے بڑے اللہ تعالیٰ کے یہاں ظالم امام ہے جو درشت خوار و تندر لڑے ہو۔“

ایک حدیث میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
”جو ذمہ دار حکومت اپنی حدود اختیار میں عدل کرے اللہ تعالیٰ اسے اپنے قبل میں نور منبر علیٰ فرمائے گا۔“  
ان چند حدیثوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کی کتنی

تقدیر تاکید کی ہے اور ظلم و جور سے کس کس طرح روکا ہے۔ یہ عدل و انصاف کی تاکید ہے وہ نہیں، یہی چیز امن و امان کی بنیاد ہے اور قوم و ملک کے اطمینان و سکون کی ضامن کیونکہ اگر عدل و انصاف نہ ہو تو پھر زندگی کے تمام شعبہ جات پبلک پر تنگ ہو جائیں گے، اور غریب کو من مانی کا ردوائی کرنے کا موقع مل جائے گا، اگر عدل و انصاف کی کچھ بھی قدر ہے تو حکمران کا فریضہ ہو گا کہ وہ حکومت کے تمام شعبوں میں ان آدمیوں کو بحال کرے جو اس کے وقتی سختی اور اہل ہوں ایک لمحہ کے لئے اس کی گنجائش نہیں رکھتی کہ وہ قرابت واری کا کارڈ کرے یا خاندان اور نسل کا پاس، اپنی ذاتی غرض میں کو بیچ میں لائے، یا اپنے حرم و حوس کی غلامی کرے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

من ولی امر المسلمین شیعاً جو شخص کسی مسلمان کے ساتھ ہو جسے قوی و جبار دھوکید من ہو سال کا زہر مارنا نہ لگے اور ایسے صلح المسلمین منہ نقد جان شخص کو جانے کہ اس کو مسلمان کے اللہ و رسولہ رب العالمین شیعہ حق میں دوسرا لائق ترین شخص ہے (ابن امام تیمیہ) اس کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول سے نفرت کی ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

من ذلک رجل علی عجل جرح کسی کو کسی کام کا ذمہ داری عصابہ و دھوکید فی ملک العصفاء حالہ اس قوم میں اس کو اس سے ارضی منہ نقد خان اللہ و رسولہ زیادہ اچھا آدمی اس کام کے لئے نہ و خان المؤمنین رواہ الحاکم فی مستدرک حاکم و اس نے اللہ اس کے عمل ربیات الشریعہ میں اور عواموں سے خیانت کی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-  
من ولی امر المسلمین شیعاً قوی صلحوں کے کسی شہم شہم کا کسی کو ذمہ داری و قوت لحدودہ او قوت لحدودہ منہ نقد جانہ ہمارے کہی کو مرث اس بنیاد پر خان اللہ و رسولہ المسلمین - اس شہم بھی دیکھا کہ اس سے دوستی یا (اسیائہ الشریعہ) قرابت لائی تو تو اس نے اللہ اس کے قول اور عواموں سے خیانت کی۔

ان حدیثوں سے کتنی راحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی کہ حکومت کے کسی شعبہ میں اگر کام کرنے والوں کی ضرورت ہو تو حکمران طبقہ آزاد نہیں ہے کہ جس کو چاہے اس جگہ پبلک کے بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ جستجو و تلاش کرے کہ جس کا سچ لائق ہے اس کے حوالہ کرے، یہ اللہ تعالیٰ اور پبلک کی ایک ضروری امانت ہے۔ اور حکمران طبقہ میں کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی نامنداری کا اتفاق صاف ہے کہ وہ کوئی اور غفلت سے کام نہ لے، اور پوری دوست نوازی اور باجائز پاسداری کا خیال دل کے کونے کونے سے نکال بیٹھے، اسی حدیثوں کے پیش نظر علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے :-

”حکومت کے تمام حکموں کے لئے ایسے آدمیوں کا انتخاب ضروری ہے جو اس کے لائق اور صحیح میں اس کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اور تمام شعبہ جات کے ذمہ داروں کا فریضہ ہے کہ اپنا منصب اور عامل ان لوگوں کو بنائیں جو ان میں سب سے زیادہ صلاحیت اور متقی ہوں۔“

کسی کو اس وجہ سے ترجیح ہرگز نہ دی جائے کہ اس نے اپنے ذمہ داری ہے یا اپنی خدمت پیش کی ہے، علامہ



# تاریخی حقائق

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت اپنی جگہ کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی پیش فرمایا۔ اور پھر عوام کے سامنے اس کو رکھ کر منظرِ عامی حاصل کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر نصیحتیں کیں، ان تمام کاموں سے جب غافل ہو چکے۔ تو آپ نے ہاتھ اٹھایا اور رب العزت کی درگاہ میں التجا کی۔

”خدا یا اس سے میری نیت امت کی فلاح و بہبودی کی ہے۔ میں نے فتنہ سے ڈر کر انہیں حاکم مقرر کروایا۔ تو واثق ہے میں نے انتہائی غور و غوض کے بعد اپنے خیال میں سب سے بہتر سب سے طاقتور اور سب سے زیادہ رشد و ہدایت کے دل واوہ فرد کو ان کا خلیفہ منتخب کیا ہے۔ میں انہیں امت کی گھڑیاں گن رہا ہوں امت کو تیرے سپرد کر رہا ہوں، وہ تیرے بندے ہیں ان کی جان و آبرو تیرے اختیار میں ہے۔ ان کے حاکم قلع و معرکہ کی کام کریں۔ اور صراطِ مستقیم پر قائم رہیں عمر کے وسیع سے امت کو سر بندہ کر دو اس کی اصلاح فرما۔“

پوری دعا کتنی مؤثر اور درد انگیز ہے! لفظ لفظ سے وفات پانے والے خلیفہ کا اخلاص اور قومی محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ اپنے رب سے ہمارے اسلاف کو کتنا گہرا قلبی تعلق اور شغف ہے۔ اسے کاش! ہمارے اس زمانہ کے مسلمان اس اخلاص و درو کو اپنے اندر جذب کر لیتے اور دنیا کے دوسرے انسان سوچتے، کہ خلیفہ اور قوم کے سرواز کے اخلاق و اعمال کتنے پاکیزہ ہونے چاہئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو چند مختار صحابہ کبار حاضر ہوئے۔ اور درخواست کی کہ مناسبت معلوم ہو تو کسی کو اپنا جانشین متعین فرما دیجئے۔ پس کون مناسبانہ لہجہ میں فرماتے لگے کسے جانشین بنائوں؟ ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو ان کو مقرر کرویتا۔ کہ رحمتِ عالم نے ان کو ”امین الامۃ“ فرمایا تھا۔ ابو خلیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ ہوتے تو انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیتا۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ سالم رضی اللہ عنہ سب سے حدِ محبت کرنے والے ہیں، اپنا یہ انوس ظاہری کر رہے تھے کہ درمیان میں ایک شخص نے یہ کہہ کر دخل دیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما دیجئے۔ اس مشورہ سے آپ کو بے حد تکلیف ہوئی۔ اور فرمایا:-

اس کا توجہ کبھی دسم نہ نہیں ہوا ہے، اس سے اندازہ لگائیے ہمارے اسلاف کا باطن کتنا پاکیزہ تھا۔ اور یہ کتنے دور اندیش تھے۔ یہ یہی موت کے بعد اس کا بیٹا ثانی معاویہ جانشین مقرر کیا گیا، مگر معاویہ ثانی نے چالیس دن بعد خلافت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اس خلافت کے مسئلہ

کو عبور پر چھوڑ دیا، انہوں نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:-

انتخابِ خلیفہ کا حق صرف تم لوگوں کو حاصل ہے جس کو مناسب سمجھو اپنا خلیفہ بنا لو۔ حق پر وہی کی مثال قائم کر گئے، اپنے خاندانی روایات کے خلاف حق کا یہ اعلان جتنا اہم ہے، وہ ہم سب کے لئے درسِ عبرت ہے، اس واقعہ میں جو سبق ہے۔ اسے اپنانے کو اس زمانہ میں بڑی ضرورت ہے۔

مورخین حضرت عمر بن عبدالعزیز کو عدل و انصاف اور زہد و تقویٰ میں خلفائے راشدین کا ہمہ سمجھتے ہیں، انہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد جو خطبہ دیا تھا۔ وہ سب کے پڑھنے کے لائق ہے آپ نے فرمایا:-  
”لوگو! قرآن کے بعد کوئی اور کتاب آسمان سے نہیں نازل ہوگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہ ہوگا، میں مقتدی نہیں ہوں صرف قوانین کا نافذ کرنے والا ہوں، میں کسی نئی بات کو رواج نہیں دوں گا، مگر اپنے بزرگوں کی تقلید کروں گا۔ میں تم سے کسی فرو سے بہتر نہیں، وہاں میرے کندھوں پر بوجھ (بارِ خلافت) ضرور تم سے زیادہ ہے یاد رکھو خدا کی نافرمانی میں بندے کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔“

ایک خلیفہ نے اپنی پالیسی کا لکنا چاہا پر وگرام بتایا ہے، اس میں نہ اپنی بڑائی ہے، نہ اپنے علم و تقویٰ کا اظہار ہے بلکہ عجز و انکساری ہے اور خدا کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے قوانین کے نفاذ کا اعلان ہے۔

خلیفہ متوکل کو جب سلطان سلیم کے تسلط کے بعد کسی حد تک نظم و نسق میں دخل باقی رکھا گیا تو لوگ خلیفہ متوکل کو سلطان سلیم تک رسائی کا ذریعہ بناتے، لکھا ہے:-

”عاجزہ سلطان سلیم تک رسائی کے لئے خلیفہ کو واسطہ بناتے اور سلطان عموماً اس کی سفارشیں رو نہ کرتا، ستم رسیدہ افراد اپنی مقصد براری کے لئے اس کثرت سے خلیفہ کے پاس آتے۔ کہ اس کے محل میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہتی۔“

دیکھنا یہ ہے کہ ستم رسیدہ اور ماحجت مندوں کی خلیفہ بشیر کسی حرص و غرض کے کیسی دہی کرتا تھا کہ لوگ اس کے یہاں ٹوٹے پڑتے تھے۔ اور بار بار سفارش کرنے میں خلیفہ کبھی کوتاہی نہ کرتا تھا۔ بلکہ اسے غریبوں سے بے حد مہربانی تھی۔

اسلام میں علی بن عیسیٰ نامی وزیرِ عظم مقرر کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ عبدالعزیز میں یہ وزیر زہد و تقویٰ

اور پاکیزہ صفات میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے۔ اس کے متعلق بیان ہے:-

علی بن عیسیٰ نے فقراً اور بے بیس انسانوں کی حالت سدھارنے کی طرف علی قدم اٹھایا۔ اور اس مقصد کے لئے اپنی ذاتی جائیداد کی نصف آمدنی وقف کر دی، اس وقف کی سالانہ آمدنی اسی ہزار دینار (چھ ہزار روپے) سے زیادہ تھی۔ اس کے سامنے اور بہت سے وقف تھے، اسے کہتے ہیں قوم و ملک سے محبت، حضرت زبانی لکچر نہیں دیا کرتا تھا۔ عمل سے کر دکھاتا تھا اپنے دوستوں سے اپیل کی جاتی ہے۔ اور اپنا گھر بھرا بات ہے، آج کل کوئی وزیر ذاتی جائیداد غریبوں اور مزدوروں پر خرچ کر سکتا ہے؟ بلکہ مل جائے تو وہ سہی کرے گا کہ ذاتی آمدنی میں انسان نہ ہو جائے۔ غریبوں کی محدودی میں لمبی تقریر، اور زور واری بیان کے زیادہ اور لکچر کرنا غیر ممکن سی بات ہے الا ما اشار اللہ۔

مجھے بار بار سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت و کھیل اس کے اخلاق و اعمال کے متعلق بیان ہے۔ ”یہ وزیر نہایت عادل تھا، عدل و انصاف کے وقت امیر و غریب، شریف و ذلیل اس کی نظر میں سب برابر تھے، اس معاملہ میں کسی کی دو رعایت کا قائل نہ تھا، اکثر اوقات عدالت کا ایسا اس اور مجھ سے قضیوں کا فیصلہ خود کرتا۔“

اس میں موجودہ دور کے وزراء کے لئے سبق ہے کہ وزیر کے کیا صفات ہونے چاہئیں اب یہ خوبیاں ہمارے دور کے وزیروں میں خفا ہیں، غریب اور ذلیل کے ساتھ آج کون انصاف کرتا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو کمبوسٹ کا یہ دور دیکھنے میں کیوں آتا، اور خونی انقلاب کی یہ تیاریاں کیوں ہوتیں؟

عباسی وزراء میں ابو نصر احمد بھی بڑا مشہور وزیر گذرا ہے، یہ وزیر عظم نظام الملک کا بیٹا تھا اس نے اپنے زمانہ میں جبروت و کثرت کا خاتمہ کر دیا تھا اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے:-

”مستتر شد باللہ نے ایک دفعہ بغداد کی شہر بہا تعمیر کرنے کے لئے شہریوں پر اجتماعی طور پر پندرہ ہزار دینار ۵۰ لاکھ روپیہ کی رقم واجب کی تھی، ابو نصر نے یہ رقم ان سے لینا گوارا نہ کیا، اور اپنی ذاتی دولت سے ادا کر دی۔“

اللہ نے دولت دی تھی تو انسانی مہربانی سے بھی نوازا تھا، قوم سے مہربانی جو تو ایسی ہو صرف زبانی نہ ہو، ہمارے زمانہ کے وزراء کی ذاتی جائیداد لاکھوں لاکھ کی ہے مگر ایک حصہ بھی غریبوں پر نہیں خرچ کرتے، اگر یہ اتنا ہی کریں کہ حکومت کے خزانہ میں جو رقم غریبوں کے لئے منظور ہوتی ہے وہ ان کو دے دیں، تو غنیمت ہے مگر اس کی امید بھی خواب و خیال سے زیادہ نہیں ہے۔

عبدستصر میں ایک وزیرِ افضل بن بدر جلیل







## بقیہ ایک پاکستانی عالم ارواح میں

سلطان ٹیلیو "وہ کیا ہوتی ہیں؟"

نووارد۔ عوامی حکومتیں آزادانہ انتخابات سے جو

میں آتی ہیں۔ امیدوار انتخاب کے لئے میدان

میں آتے ہیں۔ عوام انہیں ووٹ دیتے ہیں

جس پارٹی کے ووٹ زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ

حکومت کا کاروبار سنبھال لیتی ہے۔

افغانی۔ اگر رائے عامہ بیدار ہو۔ اور اہل الرائے

طبقہ میں اخلاقی جرأت موجود ہو۔ تو آزادانہ

انتخابات ہو سکتا ہے۔ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ صرف

عوام کی پسند چھائی اور برائی کا معیار نہیں

ہو سکتی۔

نووارد۔ آپ کو ایسی باتوں کے متعلق پریشان ہونے

کی ضرورت نہیں۔ ہم رائے عامہ یا اہل الرائے

طبقہ کی بیداری کو انتخابات کے نتائج پر غلط

اثر انداز نہیں ہونے دیتے۔ الیکشن کی گاڑی پر

سوار ہو کر عام طور وہ لوگ منزل مقصود تک

پہنچتے ہیں۔ جنہیں ہماری واحد سیاسی جماعت

ٹکٹ دیتی ہے۔ لوگوں کی رائے خواہ ہمارے

حق میں ہو یا مخالف، نتیجہ بہر حال ہماری مرضی

کے مطابق ہوتا ہے۔

اقبال۔ وہ کیسے؟

نووارد۔ انتخاب جیتنا ایک فن ہے۔ اور ہم اس

فن میں کمال حاصل کر چکے ہیں۔ آج کل جمہوریت

کا زمانہ ہے۔ اس لئے ہم اپنی جمہوریت پسندی

کا عملی ثبوت دینے کے لئے عوام کا حق رائے

دہندگی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن الیکشن جیتنے کا حق

صرف اپنی پارٹی تک محدود رکھتے ہیں۔

اقبال۔ وہ کیسے؟

نووارد۔ واحد سیاسی نمائندہ جماعت ہونے کی حیثیت

سے ہمیں ہر صورت میں حکومت کرنے کا حق

پہنچتا ہے۔

اقبال۔ اگر مخالفین کے ووٹوں کی اکثریت ہو تو بھی؟

نووارد۔ اکثریت کو اقلیت اور اقلیت کو اکثریت

میں بدل دینا ہمارے بائیں ماتھے کا کھیل ہے

اقبال۔ لیکن ایسے کھیل سے کیا فائدہ؟

نووارد۔ اس کا یہ فائدہ ہے۔ کہ ہم اپنی حکومت

کو عوامی حکومت کہہ سکتے ہیں۔

محمد بن قاسم۔ یہ عوامی حکومت کیا بلا ہوتی ہے؟

نووارد۔ عوامی حکومت وہ حکومت ہے۔ جس میں

ووٹ عوام کے ہوں۔ اور حکومت ہماری

یعنی واحد سیاسی نمائندہ جماعت کی ہو۔

افغانی۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ تمہارے ہاں اہل

یا نا اہل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نووارد۔ ہمارے مخالفین اس قسم کے سوال پیدا کرنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ہم ایسی کوشش

کا میاں نہیں ہونے دیتے۔ جمہوریت میں حکومت

کا اہل وہ ہوتا ہے۔ جسے عوام کی اکثریت ووٹ

دے۔ اور ہم کسی نہ کسی طریقے سے یہ شرط

بھی پوری کر لیتے ہیں۔

محمد بن قاسم۔ کیا پاکستان میں حکومت کے سوا

اور کچھ نہیں؟ ہم وہاں کے لوگوں کی حالت جاننا

چاہتے ہیں۔

نووارد۔ لوگوں سے ہمیں صرف یہ شکایت ہے۔ کہ

وہ کبھی کبھی ہمارے مخالفوں کی باتوں میں اگر

ہمارے خلاف ہو جاتے ہیں

افغانی۔ بھئی! مجاہد سندھ کا مطلب یہ ہے۔ کہ

لوگوں کی عام حالت کیسی ہے؟

نووارد۔ بہت اچھی ہے۔ لیکن اس سال غلے کا مسئلہ

کچھ پریشان کن بن چکا ہے۔

اقبال۔ غلے کا مسئلہ؟ پاکستان میں! یہ بات میری

سمجھ میں نہیں آتی۔

نووارد۔ یہ سماج دشمن عناصر کی فطرت ہے۔ وہ

یا تو غلہ دبا لیتے ہیں۔ یا ملک کے پار پہنچا دیتے

ہیں۔

سلطان ٹیلیو۔ تم ان کا علاج کیا کرتے ہو۔؟

نووارد۔ "ہمارے ہاں ایسی ہر مصیبت کا ایک ہی

علاج ہوتا ہے۔"

اقبال۔ وہ کیا؟

نووارد۔ بڑے لیڈر بیان دیتے ہیں۔ چھوٹے لیڈر

ان کے بیانیوں کی تائید میں بیان دیتے ہیں۔

پھر ان سے چھوٹے لیڈر ان کے بیانیوں کے متعلق

بیان دیتے ہیں۔ اس طرح ہم ملک میں بیانیوں کا

ایک جال بچھا دیتے ہیں۔ کم از کم اس سے اتنا

فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ لوگ ہمارے مخالفین

کی باتوں میں نہیں آتے۔

محمد بن قاسم۔ (اقبال سے) آپ اس شریف آبادی

سے کوئی ایسی بات پوچھیں، جو ہماری سمجھ

میں بھی آ سکے۔

اقبال۔ (نووارد سے) اچھا بھئی یہ بتاؤ۔ تم نے پاکستانی

قوم کو بیدار کرنے میں موجودہ ایجادات سے

کام لیا ہے۔ میرا مطلب خاص طور پر ریڈیو سے

ہے۔ (محمد بن قاسم سے) ریڈیو ایک ایسی ایجاد

ہے۔ جس کی بدولت ایک انسان کی آواز دنیا

بھر کے انسان سُن سکتے ہیں۔

محمد بن قاسم۔ "یہ تو نہایت کام کی چیز ہوگی۔"

نووارد۔ جی ہاں بہت کام کی چیز ہے۔ یہ اور ہم

قیام پاکستان کے بعد اس طرف خاص توجہ

دی ہے۔ چار نئے ریڈیو اسٹیشن قائم ہو چکے

ہیں۔ اور کئی اور قائم ہونے والے ہیں۔

اقبال۔ لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا

میں نے پوچھا تھا۔ کہ تم نے ریڈیو سے کیا کام

لیا ہے۔؟

نووارد۔ ہم نے ملک کے بچوں اور بوڑھوں کو قرآن

تمام فلمی گانے حفظ کروا دیئے ہیں۔ ہم اسلامی

پروگرام بھی پیش کرتے ہیں۔ ریڈیو پر قرآن بھی

سنایا جاتا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ لوگ

وعظ و نصیحت کی بجائے ہلکے پھلکے گانے زیادہ

پسند کرتے ہیں۔ اور ایک عوامی حکومت عوام

کی خواہشات سے یہ اعتنائی نہیں کر سکتی۔

اقبال۔ کیا تمہارے خیال میں پاکستان کے لوگ خوشحال

ہیں۔؟

نووارد۔ اپنے لیڈروں کے بیانات کی روشنی میں

یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ پاکستان کے لوگ موجودہ

حالات سے کافی مطمئن ہیں۔ ذاتی طور پر بھی میری

رائے یہی ہے۔ اور میں اس کی تائید میں کئی

ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ مثال کے طور پر پاکستان

کے بڑے بڑے شہروں میں مینا بازار لگائے جاتے

ہیں۔ لیڈروں کی دعوتیں اتنی شاندار ہوتی ہیں

کہ بڑے بڑے مالک کے سپاہ دیکھ کر دنگ رہ

جاتے ہیں۔ پاکستان میں اگر کوئی بے چینی ہے

تو وہ یہ ہے۔ کہ ابھی تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں

ہوا۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ مسئلہ بھی حل

ہو جائے گا۔ ہم بار بار ادارہ اقوام متحدہ پر

یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ کشمیر پر بھارت کا قبضہ

سراسر جارحانہ ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ

بھارت انتہائی ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے

وہ کشمیر میں استصواب رائے سے کتراتا ہے۔ اور

ہر بار ہٹ دھرمی سے یہ معاملہ التوا میں ڈال

لیتا ہے۔ دوتا بھر کے غیر جانبدار اختیارات یہ

لکھ چکے ہیں۔ کہ بھارت کی نیت ٹھیک نہیں۔

اقبال۔ کیں ہندو کی فطرت سے واقف ہوں۔ اگر

حیلہ سازی سے انہیں ایک چپے زمین مل جائے

تو وہ تمام دنیا کی گالیوں کی پروا نہیں کریں گے

اور ادارہ اقوام متحدہ اُسی الجھن کی ایک نئی صورت

ہے۔ جسے میں نے کئی جوروں کی جماعت کہا تھا

نووارد۔ جی ہاں! ان لوگوں کے سامنے ہمارے نمائندہ

نے پانچ پانچ کھٹے تقریریں کی ہیں۔ لیکن یہ

ٹکس سے مس نہیں ہوتے۔

محمد بن قاسم۔ پاکستان کے لوگوں کو ابھی تک اس

بات کا احساس کیوں نہیں ہوا۔ کہ دنیا کے نقشے

پر میٹرے نقش صرف تلوار کی نوک سے سیدھے

کئے جاتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔ وہ

حق کی بات صرف تلوار کی زبان سے سننا پسند

کرتے ہیں۔

وقف۔



نو وارو۔ جی ہاں! آپ درست فرماتے ہیں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم وقت آنے پر کشمیر کے لئے جان کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کریں گے۔

سلطان ٹیپو۔ ہم نے سنا ہے کہ پاکستان مسلمانوں نے ان گنت قربانیوں کے بعد حاصل کیا ہے۔ اس خطہ زمین پر اسلام کا جھنڈا گاڑنے کے لئے لاکھوں انسان شہید ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں مہاجرین چکے ہیں۔ لیکن تمہاری باتوں سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دل میں ابھی تک یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوا۔ کہ ہندو کی تلوار ہر وقت اُن کے سر پر تلک رہتی ہے۔

نو وارو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے لیڈر ہندو کے جارحانہ عزائم کے متعلق ہرگز بیانات دے چکے ہیں۔

محمد بن قاسم۔ لاحول ولاقوة

افغانی۔ یہ باتیں بہت مایوس کن ہیں۔ پاکستان کی خواتین میں کوئی بیداری آئی ہے۔ یا نہیں نو وارو۔ سبحان اللہ! پاکستان کی خواتین اب دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہمارے طبقہ اعلیٰ کی بعض خواتین تو اب مردوں سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ چند برس قبل ہم دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کو منہ دکھانے کے قابل نہ تھے۔ لوگ ہمیں ٹھٹھے دیتے تھے۔ کہ تم بیسویں صدی میں بھی اپنی خواتین کو پردے کے اندر رکھتے ہو۔ لیکن ہماری ترقی پسند خواتین رقص و موسیقی کے فنون میں بھی پوری دلچسپی لے رہی ہیں۔ اور تو اور ہم نے عورتوں کی ایک فوج بھی تیار کر لی ہے۔

محمد بن قاسم۔ عورتوں کی فوج؟ نو وارو۔ جی ہاں! اگر آپ اُن کی پریڈ دیکھیں تو حیران رہ جائیں۔

محمد بن قاسم۔ میں تو تمہاری ہر بات پر حیران ہو رہا ہوں۔ پاکستان میں اس فوج سے کیا کام لیا جاتا ہے؟

نو وارو۔ جی ابھی تو ہم نے اس فوج کو تیار کرنے کی ہم شروع ہی کی ہے۔ ہمارا اصل مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ عورتیں صرف سپاہی جتنی ہی نہیں۔ بلکہ خود بھی سپاہی بن سکتی ہیں۔ ہم نے عورتوں کو گھروں سے نکال کر شاہراہ ترقی پر ڈال دیا ہے۔ مجھے آپ کے سامنے اس بات کا اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہماری بعض خواتین پاکستانی کلچر کے تحفظ کے لئے رقص و

موسیقی میں بھی نظم پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ سیاسی میدان میں بھی وہ مردوں کے دوش بدوش تقریریں کرتی ہیں۔ بیان دیتی ہیں۔ اور افتتاحی رسالے میں حصہ لیتی ہیں۔

محمد بن قاسم۔ یہ افتتاحی رسمیں کیا ہوتی ہیں نو وارو۔ جب ہم کوئی پل یا سڑک تعمیر کرتے

ہیں۔ یا کوئی نہریں تالاب کھدواتے ہیں۔ یا کسی اسکول، کسی ہسپتال اور دفتر کی بنیاد رکھتے ہیں۔ تو ایک شاندار جلسہ کیا جاتا ہے اور ایک پُر تکلف دعوت دی جاتی ہے۔ عام طور پر چائے کی دعوت جس میں محرز مہمانوں کو کیک، پیٹری سو سے اور رس گلے کھائے جاتے ہیں۔ اس دعوت کے موقع پر چھوٹے لیڈر بڑے لیڈروں کو سچا سناٹے پیش کرتے ہیں۔ بڑے لیڈر تقریریں کرتے ہیں۔ جن میں عام طور پر اُن کی زیریں خدمات کا ذکر ہوتا ہے اور عام لوگ اس کاروائی کے دوران میں کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے لیڈروں کے متعلق زندہ باد کے نعرے لگاتے رہتے ہیں۔ اس تمام کاروائی کو افتتاحی رسم کہا جاتا ہے۔ ہاں میں یہ بتانا بھول گیا ہوں۔ کہ اس کاروائی کو موثر بنانے کے لئے بیسویں صدی کی ایجادات مثلاً لاؤڈ سپیکر اور کمرے سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ لاؤڈ سپیکر کی مدد سے تقریر کرنے والوں کی آواز دُور دُور تک سنائی دیتی ہے۔ تاکہ وہ لوگ بھی لیڈروں کے ارشادات سے فائدہ اُٹھا سکیں جنہیں چائے کی دعوت میں حصہ لینے سے محذور سمجھا جاتا ہے۔ جلسے کی کاروائی کے دوران میں کمرہ بردار حضرات مختلف زاویوں سے لیڈروں کی تصویریں اُتارتے رہتے ہیں۔ اور جو تصویر اچھی ہوتی ہے۔ وہ اجاڑا میں اشاعت کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔

محمد بن قاسم۔ اور یہ تمام درد صرف کسی پل، سڑک یا عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں مول لیا جاتا ہے؟

نو وارو۔ یہ درد سر نہیں جناب۔ جمہوری حکومت میں یہ سر اقتدار حکومت کے لئے عوام کو یہ اطمینان دلانا ضروری ہوتا ہے۔ کہ کچھ ہموں رہا ہے۔ کچھ ہونے والا ہے۔ اور کچھ ہو کر رہے گا۔ ورنہ اگر لوگ مخالفین کی باتوں میں آکر ایک اچھی خاصی نہر کو ایک کھاٹی یا ایک سڑک کو پگڈنڈی سمجھنے لگ جائیں۔ تو اُن کا کیا بکاڑا جاسکتا ہے؟ (وقفہ)

سلطان ٹیپو۔ (محمد بن قاسم سے) سن لیا۔ آپ نے یہ اُس قوم کا حال ہے۔ جس نے آٹھ سال قبل آگ اور خون کا سمندر عبور کرنے کے بعد پاکستان حاصل کیا تھا۔ جس کی نصف آبادی ابھی تک ہندوستان میں اُن لوگوں کے رحم و کرم پر ہے

جن کے مذہب اور اخلاق کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ یہ چار کروڑ انسان دیل کے اُن چند قیدیوں سے کہیں زیادہ مظلوم ہیں۔ جن کی پکار سن کر آپ نے سندھ کے جابر حکمران کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا۔ آج پاکستان کے لوگ صرف اپنے ہندی بھائیوں کے مصائب سے ہی بے پروا نہیں بلکہ اپنے مستقبل سے بھی غافل ہو چکے ہیں۔ ہم شاعر مشرق کی امید افزا باتوں سے متاثر ہو کر ہر وقت یہ دعائیں کیا کرتے تھے۔ کہ اس قوم کو انگریز کی غلامی سے نجات ملے۔ پھر انہیں ایسا وطن مل جائے۔ جسے اپنا دفاعی حصار بنا کر یہ لوگ اُس قوم کا مقابلہ کر سکیں۔ جو اپنی اسلام دشمنی کے باعث انگریز سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ پھر جب شہیدوں کی ارواح نے ہمیں یہ مشورہ سنایا تھا۔ کہ پاکستان بن چکا ہے۔ تو ہم کس قدر خوش ہوئے تھے۔ ہمارا یہ خیال تھا۔ کہ یہ لوگ ایک نیا جذبہ لے کر میدان میں آئیں گے۔ تاروں پر کسندیں ڈالنے والی قوم اس خطہ زمین سے نمودار ہوگی۔ اُن کا عزم، اُن کی ہمت، اُن کا ایشیادہ خلوص اور اُن کا ایمان اُن کے لئے کامیابی اور کامرانی کی نئی راہیں کھول دے گا۔ وہ خدا کے دین کا بول بالا کریں گے۔ وہ اُجڑی ہوئی مساجد کو دوبارہ آباد کریں گے۔ اُن کی جرأت اور ہمت سے تمام اسلامی دنیا میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ لیکن آج ہم کیا سن رہے ہیں؟

افغانی (اقبال سے) اقبال اقبال! آپ خاموش کیوں ہیں۔ کچھ کہئے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ کیا میرے کلو آپ کے خوابوں کی یہی تعبیر ہے؟

اقبال۔ نہیں نہیں یہ ہمارے خوابوں کی تعبیر نہیں کاش آپ اسے یہاں نہ لاتے۔ کاش! میں یہ باتیں نہ سنتا۔ پاکستان صرف اس ملک کے باشندوں کا ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کا سب سے بڑا دفاعی حصار ہے۔

افغانی۔ لیکن جس قوم کے اکابر غلیبوں سے اپنے نتائج پیدا کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ اُس کے لئے فطرت کی تعزیریں بہت سخت ہیں۔

اقبال۔ لیکن اتنے شہیدوں کا خون اور اتنے مہاجرین کے آنسو رنگاں نہیں جاسکتے۔ چند افراد کی کوتاہی کی سزا پوری قوم کو نہیں ملنی چاہئے۔ پھر ایک ایسی قوم کو جس کے لاکھوں افراد صرف دین اسلام کے تحفظ کے لئے شہید ہو چکے ہیں۔ یہ قوم آپ کی دعاؤں کی مستحق ہے۔

افغانی۔ (محمد بن قاسم سے) اس ملک میں اسلام کا دروازہ کھولنے کی سعادت آپ کے حصے آئی تھی۔ آپ دعا کریں۔ دیکھئے بزرگان دین کی مقدس ڈوبیں اس جگہ جمع ہو رہی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)



معاشرتی مسائل



## اسباب اُس کا علاج

(از جناب محمد مقبول عالم صاحبی اے۔)

اس وقت معاشی تنگی ایک مشکل مسئلہ (PROBLEM) بن چکا ہے۔ اندر چند آسودہ حال لوگوں کے سوا باقی سب اس تنگی میں مبتلا ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اچھی خدمات، اچھی رہائش اور اچھا زندگی میں میسر نہیں آتا۔ بلکہ اکثر ایسے ہیں کہ طبی مشکل سے ان بنیادی ضرورتوں کو معمولی درجے پر حاصل کرتے ہیں۔ ایسے ہی تعلیم اور علاج کے متعلق سہولتیں بھی بہت کم لوگوں کو حاصل ہیں۔ اس لیے عام لوگوں کی صحت، دل، بدن، خراب ہو رہی ہے اور اخلاق بھی برباد ہو رہے ہیں۔ توہمات، غلط افکار اور غلط خیالات پرورش پا رہے ہیں اس کا نقصان صرف ان افراد تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ سارا معاشرہ متاثر ہو رہا ہے۔ چند آدمی اگر خوشحال بھی ہوں۔ تو سارے معاشرے کو خوشحال نہیں کیا جاسکتا۔ خوشحال معاشرہ تو وہ ہے جس کی اکثریت خوشحال ہو۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ معاشی تنگی کے اسباب کیا ہیں  
 مگر انہیں معلوم کر کے علاج کیا جاسکے۔ اصل سبب تو  
 ”خط معاشی نظام“ ہے جس میں دولت کی تقسیم عالم کے  
 ساتھ اور ہر ایک کی ضرورت کے مطابق نہیں ہوتی۔ ملک  
 کی دولت صرف چند امر کے پاس چلی جاتی ہے اور انہی  
 کے وسیع پیکر لگائی رہتی ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام  
 کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے :-

کَلَّا لَا بُدَّ مِنْهُ  
بَيْنَ الْأَعْيَادِ

دولت تنہا ہے امراء کے  
درمیان ہی جنگ لگاتی رہے

(۷۱۵۹)

ظاہر ہے کہ اس کا علاج عادلانہ معاشی نظام کا قیام ہے۔ لیکن اس کے لیے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے اور اجتماعی طریقہ ہی سے ایسی جدوجہد کی جاسکتی ہے اس لیے ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ اس جدوجہد میں حصہ لے۔ خوش قسمتی سے اسلام کے معاشی نظام کی تشریح ہمارے زمانے کے ایک بہت بڑے بزرگ حجة الاسلام ”حکیم الامت“ امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر القرون کے نظام کی روشنی میں کر دی ہے اور ایسا معاشی پروگرام مرتب کر دیا ہے جس سے موجودہ زمانے کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ یہ پروگرام کیونرزم سے کہیں بہتر طریق پر سرمایہ داری کو مٹاتا ہے۔ اور لطف

ہے کہ لادینیت بھی اسے نہیں باقی۔ اگر اس پر وگراں کو  
اجتماعی جدوجہد کا نصب العین بنالیا جائے تو عاوانہ  
معاشنی نظام کے قیام کا راستہ صاف ہو جائیگا  
ہے۔ فہمیل میں شگ کی؟ پس سچو کوئی نصیحت حاصل  
کرے

عادلانہ معاشی نظام کا تیسرا قیام تو ایک لمبا پروگرام  
ہے۔ اور اپنے وقت پر قائم ہو گا۔ لیکن کچھ اور اسباب  
بھی ہیں۔ جنکی وجہ سے معاشی زندگی پیدا ہوتی ہے اس  
لیے فوری طور پر اگر ان سے بچاؤ کر دیا جائے تو غنیمت  
ہے۔ بلکہ ہمیشہ ہی ان سے بچنا فائدہ مند ہے۔ چنانچہ  
ذیل میں ان اسباب کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ اور  
ان کا علاج بھی بتایا جاتا ہے۔

بعض لوگ اپنے اخراجات کے مطابق کمانے  
اور اپنی آمد کو بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے یا بیکار  
رہتے ہیں۔ چند دن کام کیا۔ پھر بے کار بیٹھے رہے۔  
بعض لوگ وقت ضائع کرتے ہیں۔ اور کام کے لیے  
پورا وقت نہیں دیتے۔ صبح دیر سے اٹھتے ہیں اور دیر  
سے سارے کام کرتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ  
صبح دیر سے اٹھنے سے رزق تنگ ہو جاتا ہے۔  
نَوَ مُرَّ الْقَصْبَةِ  
وَلَنْ يَجُودَ لَكَ رِزْقٌ  
رِزقِ تنگ ہو جائے گا اور  
تم کو رزق کی فراوانی نہ ملے گی۔

اسی طرح بعض لوگ پوری محنت اور پوری محنت سے کام نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کا سلوک اچھا نہیں ہوتا۔ اور خوش خلقی سے پیش نہیں آتے۔ بعض لوگ معاملہ کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے اور بددیانتی کرتے ہیں۔ بعض لوگ ناجائز ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ ان سب باتوں کا معاش پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ان سے بچنا چاہئے۔

آدمی بڑھانے کے ساتھ خرچ کم کرنا بھی سودمند ہے۔ اور اسے حدیث میں نصف کمائی کہا گیا ہے۔  
 الإقتصاء نصف الخرج میں میانہ روی اختیار کرنا نصف کمائی ہے مشکوٰۃ المعبشتہ

۶۱  
اس لئے اسراف یعنی حد سے زیادہ خرچ کرنا اور  
تبذیر یعنی فضول خرچی سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ ان سے  
بھی معاشی تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَشْرَوْا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ  
(۱۶: ۱۳۱)

اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو۔ بے شک وہ حد سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تَبْذُرُوا  
الْمَالِ الْمَيْتَ  
كَانُوا إِخْوَانِ  
الشَّيْطَانِ (۱۶-۲۶-۲۷) بھائی ہیں۔

اگر آمد کے مطابق خرچ کیا جائے تو معاشی تنگی پیدا نہیں ہوگی۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آمد سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے۔ اس معاملے میں دو تہندوں کی پس نہیں کرنی چاہئے۔ ہر آدمی کی آمد کا ایک اثر ہوتا ہے۔ اس کے اندر رہنا چاہئے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ لوگ اپنے دائرے کو نہیں پہچانتے اور دوسروں کی پس کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر تنگ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر بیاہ شدہ دی و غیرہ کے موقوفوں پر ایسی رسمیں کرتے ہیں۔ اور نام و نفوذ کی خاطر ایسے کام کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے روپیہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ شریعت اسلامید نے ان موقوفوں کے لیے نہایت سادہ طریق سکھائے ہیں۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ اگر لوگ مسلمان کہلاتے ہوئے بھی غیر شرعی رسمیں بجا لائیں اور پھر معاشی تنگی میں مبتلا ہوں۔ تو اس میں اسلام کا کیا قصود۔ رسموں کے معاملے میں عبرتوں کو خاص طور پر سمجھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ زیادہ تر عورتیں ہی انھیں پسند کرتی ہیں اور مردوں کو مجبور کرتی ہیں۔ حالانکہ مسلمان عورت کی یہ شان ہے کہ وہ دین کے معاملے میں اپنے مرد کی مددگار ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ اسے دین پر چلنے سے روکے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:-

۴ بہترین دولت سوتا چاندی نہیں بلکہ  
ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا  
دل اور مومنہ عورت ہے جو اپنے خاص



وہ اس حق کو دیکھ کر حرام کھانے والے ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-  
 وَخِذْ مِنْهُم مَّا حَقَّ بِلِسَانِكَ  
 وَالْمَحْضُ قَبْر (۱۹: ۵۱) سوال کرنے والے اور محتاجوں کا حق ہے  
 اس طرح دنیا کا مسلمان زیادہ جمع کرنا اور روپیہ صرف کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ زندگی گزارنے کے لیے اتنا ہی سامان جمع کرنا چاہئے۔ جتنا ضروری ہو۔ حضرت عمر فرماتے ہیں:-  
 أَقْبَلُ مِنَ الدُّنْيَا نَحِيشَ دُنْيَاكَ سَالِمًا بَرًّا حَسْبًا  
 کم رکھو احد ازادی سے زندگی بسر کرو۔

جتنا سامان زیادہ ہوگا۔ اس کی حفاظت اور نگہداشت کی وجہ سے پریشانی بھی زیادہ ہوگی۔ اور آزادی بتاتی رہے گی۔

ایسے ہی زینت پر بھی زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہئے۔ خاص طور پر اس زینت میں جو فیشن پرستی کی وابہ پیدا ہوگئی ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فیشن پرستی سے نہ صرف روپیہ ضائع ہوتا ہے بلکہ اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں۔

بعض عادات ایسی ہیں جن کی وجہ سے روپیہ زیادہ خرچ ہوتا ہے بلکہ فضول خرچ ہوتا ہے۔ اور انھیں زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کی وجہ سے روپیہ بھی صرف ہوتا ہے اور اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں مثلاً تمباکو، افیون، چرس، شراب وغیرہ کا استعمال اور سینما گانے بجانے وغیرہ کا شوق۔ پان اور چائے کی عادت بھی نقصان سے خالی نہیں ہے۔

بعض آدمیوں کو خواہ مخواہ قرض لینے کی عادت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے بڑا پسند کرتے ہیں یا دھار لیکر کھاتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انھیں فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ چونکہ قرض کی ادائیگی کی وجہ سے مایوس آمدنی میں ایک جھٹکا ہوتا ہے اس لئے گوارہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اور متروک ہونے کی پریشانی اور ذلت اس کے علاوہ ہے۔ اگر قرض ادا نہ کیا جائے تو پھر جھگڑے اور مقدمے پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور روپیہ بھی صرف ہوتا ہے۔ انتہائی مجبوری مثلاً بیماری وغیرہ کے سوا قرض نہیں لینا چاہئے۔ اور اگر پس انداز کرنے کی عادت ہو۔ تو قرض لینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی پس انداز کرنا بھی معاشی ترقی کا ایک علاج ہے۔ اس لیے کچھ نہ کچھ مزدور پس انداز کرنے رہنا چاہئے۔ تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ بعض عقل مند عورتیں روزانہ خرچ میں سے کچھ نہ کچھ بچاتی رہتی ہیں۔ اس طرح کی ضرورتیں پوری کرتی ہیں۔ بچے اپنے جیب خرچ میں سے اگر کچھ نہ کچھ جمع کرتے ہیں تو ان کی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ بعض عقلمند لوگ اپنا

لوگوں کے نام پر ایسے طریقے سے روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں کہ ان کی شادی کے لیے ایک معقول رقم دستیاب ہو جاتی ہے۔  
 اب ہم آسانی کے لیے سارے مضمون کا خلاصہ بیان کرتے ہیں:-

## معاشی تنگی کے اسباب کا علاج

- ۱۔ عادیانہ معاشی نظام قائم کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا
- ۲۔ اپنی آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا۔ کام کے لیے پورا وقت دینا۔ محنت سے کام کرنا۔ بیکار نہ رہنا۔ اچھا سلوک کرنا۔ محاط صاف رکھنا اور

## بقیہ مجلس ذکر (۲ سے آگے)

مستبشرًا ضاحکًا مسرورًا ۱۔ (تو ایسے) محل کی ہوس کو کہ جب وہ رو رہے ہوں تو تو خوشخبری پانے والا بننے والا اور خوش ہونے والا ہو) فارسی میں کسی اللہ کے بندے نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

- (۱) یاد داری کہ وقت زادن تو مہم خیز بودند تو گویا
  - (۲) آں جنال زی کہ وقت مردن تو۔ ہم گریہ بودند تو گویا
- اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو یہ موت نصیب نہ کرے اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے اکل حلال اور نیک بندوں کی صحبت۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ فَصَلْنَا الَّذِیْنَ یَدْعُونَ دُکْکًا بِالْعَدْلِ وَالْعِشْقِ بِرَبِّیْنَ دُونَ وَجْہِکَ (پابند رکھو اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو صبر اور شام اپنے رب کی یاد میں صرف رہتے ہیں (اور وہ) اسی کی رضا کے طالب ہیں)

اس قسم کے اللہ بندوں کی زندگی کا مقصد صرف دنیا ہی ہوتا ہے۔ ان کو نہ جائدادیں بنانے نہ سیٹھ بننے اور نہ گریڈ بڑھانے کا شوق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس قسم کے اولیاء کرام کی قبروں پر کھڑوں رحمتیں نازل فرماتے ہیں موتی ملے ابدال۔ مگر اللہ والے مویوں سے بھی زیادہ گراں ہوتے ہیں۔ ان کے جو توں کے تلے کی خاک کے فردوں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتے۔ ان کی زندگی بھی محمود اور موت بھی محمود ان کی صحبت اور اکل حلال نصیب ہو تو موت محمود حاصل ہو جاتی ہے۔

حرام و حرام کا ہے (۱) صورتاً حرام۔ مثلاً سوار صورتاً حرام ہے (۲) حقیقتاً حرام مثلاً بکری حلال ہے اگر چوری کی ہو تو اس کا گوشت حقیقتاً حرام ہوگا۔ عام مسلمان اسکے مکلف نہیں کہ حقیقتاً حرام اشیاء استعمال نہ کریں۔ مگر اس کا اثر ضرور ہوگا۔ اگر ایک شخص سو ف سیکھ سکھایا کھائے تو بیشک وہ خود کشتی کا مجرم تو ہوگا مگر سکھایا پیغام موت تو ضرور لائے گا۔ اسی طرح چوری کی بکری کا گوشت کھا لیا تو اس کا اثر تو ضرور ہوگا۔

- ۳) اسراف یعنی حد سے زیادہ خرچ کرنا اور تبذیر یعنی فضول خرچی سے بچنا۔
- ۴) غیر شرعی رسوم ترک کرنا اور تقریبات نہایت سادہ طریق سے سرانجام دینا۔
- ۵) تکلف و تفاخر سے پرہیز کرنا۔
- ۶) ضرورت سے زیادہ دنیا کا سامان جمع نہ کرنا۔
- ۷) زینت پر زیادہ خرچ نہ کرنا اور فیشن پرستی سے بچنا۔
- ۸) فضول عادات سے بچنا۔
- ۹) حتی الوسع قرض نہ لینا۔
- ۱۰) پس انداز کرنا۔

میری عمر ۷۰ سال کی ہے غالباً آپ سب میں عمریں بڑا ہوں۔ میں نے اپنے حضرات کے ہاں بھی دیکھا ہے وہ اللہ اللہ کرنے والی حاجت کو پھیکا جات دیتے تھے وہ اس کو مارے پلاؤ کہتے تھے۔ حضرت دین پوری اور دادا پیر کے ہاں یہ دستور تھا۔ پھیکا جھات کھانویوں کو یاد الہی میں لذت آتی تھی۔ یہ حلال کھائی والوں کے نذرانوں سے تیار ہوتا تھا۔ دنیا داروں کے نذرانے الگ رکھے جاتے تھے۔ وہ جب بھی آتے تو ان کو ان نذرانوں میں سے کھانا کھلاتے تھے۔ دنیا دار اللہ والوں کے دروازہ پر اپنی ضرورتوں کے لیے آتے ہیں۔

غرضیکہ اللہ جھوکی برکت سے حلال حرام میں تمیز ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اللہ کا فضل اور شیخ کامل کی دعا شامل حال ہو۔

سبزی حرام کی۔ پھل حرام کے۔ ہاں حرام کا جوتا ہے اگرچہ مسلمان ان چیزوں سے بچنے کا مکلف نہیں لیکن اگر تو ضرور ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بے دینی عام ہے اور اس کا سبب بڑا سبب اکل حلال کا نہ ہونا ہے۔ مزید وہ کہ لازمی۔ بدویائی وغیرہ عام ہیں۔ اس کا فقط ایک علاج ہے کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکھ جائے پھر وہ جو کھائیں کھائے اور جس سے منع کریں اس سے رک جائے۔

میں نے اپنے دونوں مربیوں اور دادا پیر کے ہاں یہ دیکھا کہ فاقہ ہوتا تو سب کھیلے۔ نہ اندرون خانہ کچھ کھانے کو کہے۔ یہ ہوتا تھا شہر جاہل کے لئے جب کچھ آتا تو سب کو تھوڑا تھوڑا بانٹ دیتے پھر وہ گے جذبات کا اثر ہوتا ہے۔

دل سے جوابات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ پر نہیں طاقت پرواز نہ رکھتی ہے۔ جن کی موت محمود نہیں ہوتی وہ بیوی۔ اولاد۔ گھر کے ساتھ دسامان وغیرہ ہر ایک چیز کو دیکھ کر موت کے وقت روتے ہیں۔ ان کے معقولیہ مشہورات علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان کی جہان پر مشہور سے نکلتی ہے۔ اللہ والوں سے فیر

۱) اصل مسئلہ (۲) حدود و احکام کی صحبت (۳) اللہ کی صحبت سے فیر (۴) اللہ کی صحبت سے فیر (۵) اللہ کی صحبت سے فیر (۶) اللہ کی صحبت سے فیر (۷) اللہ کی صحبت سے فیر (۸) اللہ کی صحبت سے فیر (۹) اللہ کی صحبت سے فیر (۱۰) اللہ کی صحبت سے فیر



# ہمارا پاکستان

آنکھ کا تارا جان سے پیارا دیس ہمارا پاکستان  
درد کا دریاں غم کا ساتھی دل کا سہارا پاکستان  
ملّت کے گردوں کا سب سے روشن تارا پاکستان

جلوہ سماں نور پدماں، ماہ دلآرا پاکستان

آنکھ کا تارا جان سے پیارا دیس ہمارا پاکستان

جنت منتظر، انجم طلعت گردوں رفعت عرش مقام  
خوش آتار و خوش میناؤ خوش آغاز و خوش انجام

دو صد سالہ صبر کے بدلے قدرت کا نادر انعام  
اپنی مے اپنا مے خانہ، اپنا ساقی، اپنا جام

داتا کی ہے چشم کرم کا خاص اشارا پاکستان

آنکھ کا تارا جان سے پیارا دیس ہمارا پاکستان

کھیتوں کے دامن میں خوشے، سونے سے پر جیے تھال  
پھولوں کی افراط سے بوجھل ننھی شاخیں، نازک ڈال

دیریا، بہریں ندی، نالے دھرتی پر کرنوں کے جال  
بہکی بہکی، ٹھہری ٹھہری دھبی دھبی جن کی چال

اجلا، اجلا روشن روشن، پیارا پیارا پاکستان

آنکھ کا تارا جان سے پیارا دیس ہمارا پاکستان

ہم ہیں اپنے پاک وطن کی پاک محبت سے شرار  
ہم ہیں خود تقدیر وطن کی ہم ہیں قسمت کے معمار

ہم ہیں اک مواج سمندر اور کنارا پاکستان

آنکھ کا تارا جان سے پیارا دیس ہمارا پاکستان



**بقیہ خطبہ جمعہ** (مدا سے آگے)  
 نے درگاہ الہی میں دعا کی اور اسی وقت ان سب کے سامنے پہاڑ یا پتھر میں سے عالمہ اونٹنی ظاہر ہوئی اور اس نے بچہ دیا۔ یہ دیکھ کر ان مردانوں میں سے جندب بن عمرو اسی وقت مشرف اسلام ہو گیا۔ اور دوسرے سردار ایمان نہیں لائے۔

### معجزہ والی اونٹنی و بال شگبی

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَٰذَا نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ فَتَشْكُرُوا لِيَوْمِ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ يُنْفَخُ الْغُيُوبُ وَلَا تَكْفُرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ  
 عَذَابٌ يُكَذِّبُ عَظِيمٌ فَخَصَّوْهُمَا فَانْتَبَهِوْا لِلْيَوْمِ نَآخِذُكُمْ بِالْعَذَابِ لَأَنَّهُمْ كَانُوا لَا يُتَّقُونَ  
 ترجمہ :- کہا یہ اونٹنی ہے اس کے پینے کا ایک دن ہے۔ اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے۔ اور اسے ہوائی سے ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آپکڑے گا۔ سو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ پھر شیمان ہوئے۔ پھر انہیں عذاب نے آپکڑا۔

### پانی پینے کا پروگرام

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے تمام افراد کو تنبیہ کی۔ کہ دیکھو۔ یہ نشانی تمہاری طلب پر بھیجی گئی ہے۔ خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ پانی کی باری مقرر ہو۔ ایک دن اس اونٹنی کا ہونٹا اور ایک دن ساری قوم اور اس کے سارے چوپائوں کا۔ اور خبردار اس کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ اگر اس کو آزار پہنچا۔ تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں ہے۔

### اس تنبیہ کا سبب

اس تنبیہ کا سبب یہ تھا۔ کہ چونکہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی صداقت کا نشانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اب یہ اونٹنی ان کے شراب خواروں سے ہے۔ اب اس کی توہین صالح علیہ السلام کی توہین سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اس لئے صالح علیہ السلام نے انہیں تنبیہ کیا۔ کہ اگر اس کو ایذا دیا۔ تو عذاب الہی کے قہر پر اُنے کا خطرہ ہے۔

### اونٹنی کے ہلاک کرنے پر

### عذاب الہی کی آمد

گمراہ مستہ ہستہ یہ بات انہیں کھٹکنے لگی۔ اور آپس میں مصلح مشورے ہونے لگے کہ اس اونٹنی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ تو اس باری والے قہر سے نجات ملے۔ کیونکہ ہمارے چوپائوں اور خود ہمارے اپنے بٹے یہ قید ناقابل برداشت ہے۔

یہ باتیں اگرچہ ہوتی رہتی تھیں لیکن کسی کو اس کے قتل کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی مگر ایک حسین جمیل مالدار عورت صدوق نے خود کو ایک شخص مصدق کے سامنے اور ایک مالدار عورت عنیزہ نے اپنی ایک خوبصورت لڑکی کو قید کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا۔ کہ اگر وہ دونوں اونٹنی کو ہلاک کر دیں۔ تو یہ تمہاری ملک ہیں۔ تم ان کو بیوی بنا لیتا۔ آخر قیدار بن سالف اور مصدق کو اس کے لئے آمادہ کر لیا گیا اور طے پایا۔ کہ وہ راء میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے اور اونٹنی جب چراگاہ جانے لگے۔ تو اس پر حملہ کر دیں گے۔ اور چند دوسرے آدمیوں نے بھی مدد کا وعدہ کیا۔ غرض ایسا ہی کیا گیا اور اونٹنی کو سازش کر کے قتل کر دیا گیا۔

### حکمران طبقہ اسلام کی نظریں (مدا سے آگے)

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ وجہ توجہ نہ دینے کے ہیں۔ اور دلیل میں صحیحین وغیرہ کی ان حدیثوں کو پیش کیا ہے، جن میں آپ نے حرص و جوس رکھنے اور درخواست دینے والوں کو جگہ نہیں دی، چنانچہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے عذرت بنیوی میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے فلاں جگہ عطا کی جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا :-

اَنَا وَاللَّهِ لَا خَزَائِنَ لِي فِي الْأَرْضِ نَبَأَ مَن يَأْتِيَنِي فَيَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دُنْيَا أَوْ آخِرَةٍ إِلَّا جِئْتُهُ بِشَيْءٍ أَوْ أَمْرٍ

ترجمہ :- میں اللہ کے لئے دنیا و آخرت کے امور میں کوئی خزانہ نہیں رکھتا۔ جو شخص میرے پاس آئے گا کہ اس کو دنیا یا آخرت کے امور میں سے کوئی شے دے دوں۔

اس طرح ایک دفعہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی تو فرمایا اور شفقت و محبت کے لب و لہجہ میں فرمایا :-

"ابوذر رضی اللہ عنہ تم کہہ دو یہ کام ذمہ داری کا ہے قیامت کے دن وصالی اور باعث ذمات ہو گا اللہ! ہر مہینہ کہو، ہاں وہ شخص اپنی ذمہ داری قبول کر سکتا ہے جو پورے طور پر ذمہ داری کے حقوق کو ادا کرے اور کسی کا اپنے کو اس لائق سمجھنا زیبا نہیں۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :- تم دیکھو گے کہ جو جیتر لگ ہیں وہ اس طرح کی ذمہ داری کے کام کو بہت ہی ناگوار سمجھتے ہیں وہ خواہ مخواہ اس ذمہ داری پر پڑے جائیں وہ الگ بات ہے۔ ان حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس طرح کی ذمہ داری کے صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حکومت کے متعلق کاموں سے اپنے آپ کو وسعت بھر جائی اچھا ہے اور یہ کہ آپ کا یہ

### عذاب الہی کا اعلان

حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ملی تو حسرت اور اندوس کے ساتھ قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا :-

کہ کہہ آؤ وہی ہوا جس کا مجھے خوب تھا۔ اب خدا کے عذاب کا انتظار کرو۔ جو تین دن کے بعد تم کو تباہ کر دے گا۔ اور پھر بجلی کی چمک اور کڑک اور زلزلے کا عذاب آیا۔ اور اس نے رات میں سب کو تباہ کر دیا۔ اور آئے دسے انسانوں کو تباہی جنت کا سبق دے گیا۔

### دسواں جہم

اللہ تعالیٰ کے شکار کی تنگ کر نیکی باعث وہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب

یہ باتیں اگرچہ ہوتی رہتی تھیں لیکن کسی کو اس کے قتل کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی مگر ایک حسین جمیل مالدار عورت صدوق نے خود کو ایک شخص مصدق کے سامنے اور ایک مالدار عورت عنیزہ نے اپنی ایک خوبصورت لڑکی کو قید کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا۔ کہ اگر وہ دونوں اونٹنی کو ہلاک کر دیں۔ تو یہ تمہاری ملک ہیں۔ تم ان کو بیوی بنا لیتا۔ آخر قیدار بن سالف اور مصدق کو اس کے لئے آمادہ کر لیا گیا اور طے پایا۔ کہ وہ راء میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے اور اونٹنی جب چراگاہ جانے لگے۔ تو اس پر حملہ کر دیں گے۔ اور چند دوسرے آدمیوں نے بھی مدد کا وعدہ کیا۔ غرض ایسا ہی کیا گیا اور اونٹنی کو سازش کر کے قتل کر دیا گیا۔

دستور تھا کہ جو لوگ جوس و جہم کا شکار ہو کر خود حکومت کے کسی شعبہ میں رہنا چاہتے تھے ان کو آپ کسی قیمت پر نہیں رکھتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہی بیان فرماتے تھے کہ ایسی حالت میں مولیٰ کی دستگیری اور سبک کی اعانت جیسی چاہتے ہوئے کی امید نہیں ہاں بغیر خواہش کوئی طاقت رہنے پر مجبور کر دے، تو خدا کے جہم پر پرتول کرے کیونکہ ایسی حالت میں رب العزت کی طرف سے نصرت کی توقع سے حدیث میں آیا ہے :-

مَنْ طَلَبَ الْقَضَا وَاسْتَنَادَ عَلَيْهِ وَكَلَنَ الْمِيرَ وَمَنْ لَمْ يَرْجُ خُصْمَهُ قَضَا كَقَضَائِهِمْ

ترجمہ :- جو شخص قضا کا طلب ہو اور اس پر علیل القضا اور استناد ملے گا تو اس کو سب سے سہا پھیر علیہ انزل اللہ ملکا دیلا کہ یہاں ملے گا، اور جو اس کا طالب ہو رواہ اہل السنہ - اور درکار خزانوں تو اس کی فرشتہ کے ذریعہ راہ نائی کی جائے گی۔ دلیا شریف

ہر سال عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ حکومت کے مختلف شعبوں میں ان لوگوں کو رکھا جائے جو ان کے اہل ہوں اور رکھنے والے کا فریضہ ہے۔ کہ اس صلہ اور حق کو تاداش کر کے رکھ لیں، اور جگہ غیر اہل کو کسی صورت میں ذمہ داری کا کوئی کام حوالہ نہ کیا جائے اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہے، تو وہ امانت کا حق اور نہیں کرتا، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فَانْ عَدِلْ عَنِ الْحَقِّ الْأَصْلِيِّ

الغیر لاجل قرابۃ بینہما

او لا لعقۃ او صداقة

او موافقة فی بلد او مذہب

او طریقة او حدیث کا لہرہ

والعاریۃ و الزکیۃ و الصدقۃ

او رشوة یا خذھا من

من مالی او من مفعلة او فاعلة

من الاسباب او لضعف و قلبہ

علی لاجل او عدلۃ بینہما

فقد خان اللہ و رسولہ و

المؤمنین و دخل فیما فی

حقہ فی قولہ تعالیٰ یا ایاھا الذین

یہ باتیں اگرچہ ہوتی رہتی تھیں لیکن کسی کو اس کے قتل کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی مگر ایک حسین جمیل مالدار عورت صدوق نے خود کو ایک شخص مصدق کے سامنے اور ایک مالدار عورت عنیزہ نے اپنی ایک خوبصورت لڑکی کو قید کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا۔ کہ اگر وہ دونوں اونٹنی کو ہلاک کر دیں۔ تو یہ تمہاری ملک ہیں۔ تم ان کو بیوی بنا لیتا۔ آخر قیدار بن سالف اور مصدق کو اس کے لئے آمادہ کر لیا گیا اور طے پایا۔ کہ وہ راء میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے اور اونٹنی جب چراگاہ جانے لگے۔ تو اس پر حملہ کر دیں گے۔ اور چند دوسرے آدمیوں نے بھی مدد کا وعدہ کیا۔ غرض ایسا ہی کیا گیا اور اونٹنی کو سازش کر کے قتل کر دیا گیا۔



# سفر نامہ مقامات مقدسہ

(۶)

## دمشق میں

از جناب خان عبدالحمید خاں صاحب آنفیر و سیر

### غازی صلاح الدین

تاریخ اسلام کے بہت بڑے سلطان اور مجاہد کا مزار ہے یہ مزار سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ مزار پر سلطان کی تصویر بھی رکھی ہوئی ہے۔

غازی صلاح الدین نبی جوان بہت اور مرد مجاہد تھے جنہوں نے ابوبی سلطنت کی بنیاد رکھی اور جیسا یوں کی مذہبی جنگوں میں انگلستان کے شیر دل بادشاہ رچرڈ کو شکست فاش دی۔ اور پھر دمشق اور بیت المقدس کے عیسائیوں کو جو آرام و آسائش اس سلطان نے مہیا کی اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور سلطان کی شرافت نفس کی فتح ہے کہ اگرچہ اس نے مجنوں عیسائیوں سے لڑائیاں کیں مگر آج تک انگریز مورخ بھی ان کا نام عزت و توقیر سے لیتے ہیں۔ اور انہیں فخریہ دشمن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

سلطان کی وسیع قلبی اور شرافت کا یہ عالم تھا کہ ایام جنگ میں جب سلطان کو علم ہوا کہ رچرڈ غاہ انگلستان کا گھوڑا مر گیا ہے تو انہوں نے ازراہ مروت اپنا گھوڑا بھیج دیا۔ اور جو عیسائی اپنا جزیہ ادا کرنے سے قاصر تھے ان کا جزیہ اپنی جیب سے ادا کیا۔ اسی قبہ میں دوسرے مشہور مجاہد عماد الدین زنگی کا مزار ہے۔ یہ دو مرد مجاہد ہیں۔ جنہوں نے اس وقت اسلامی سلطنت کو یورپ سے بچایا۔ جب عیسائی دیوانوں کی طرح اسلامی سلطنت پر حملے کر رہے تھے اور اسلامی حکومتیں اپنے تعلق کی وجہ سے آپس میں دست و گریباں ہو رہی تھیں اسی سلطان کے نقش قدم پر چل کر سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو عیسائی آڑے سے آزاد کرایا۔ اس چھوٹے سے احاطہ میں دو تین ترک آرام فرما ہیں۔ جو مملوکہ میں ایک ہوائی جہاز کے حادثے میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے نام انگریزی زبان میں سنگ مرمر کی سلا پر کندہ ہیں۔ جو یہ ہیں محنت نوری فتحی اور صدیقی۔

### قید خانہ اہل بیت

یہاں سے قریب ہی ایک مکان ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں اہل بیت کو قید رکھا گیا۔ اس لئے یہ مکان "قید خانہ اہل بیت" کے نام سے موسوم ہے۔ اس جگہ حضرت رفیع بن خدیج حضرت علی کا مزار ہے بعض لوگ یہاں حضرت امام حسینؑ کا مزار بھی جانتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فاتحہ پڑھی۔ اب اس جگہ فلسطین کے مہاجر رہتے ہیں۔

اس قید خانے میں صلاحی محمد جمال دین دفن بتاتے جاتے ہیں۔ جو عیسائی تھے۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یزید کو حضرت امام حسین کے دندان مبارک پر چھڑی مارنے سے روکا تھا۔ اس پر یزید نے ان کا بھی سرفٹ کر دیا۔ اس قید خانے میں وہ جگہ بھی دکھائی گئی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں امام زین العابدین نے چالیس یوم تک نماز پڑھی تھی۔ ایک جگہ پر دکھاتے ہیں کہ یہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو رکھا گیا تھا۔ اس جگہ تاریخ درج ہے اس کے قریب ہی بازار شام اپنی خدمت کے ساتھ موجود ہے۔ جس میں یزید نے اہل بیت کو قیدی بنا کر گزارا تھا۔ قید خانے کی نشانی اب تک بڑے بڑے پتھروں کی صورت میں موجود ہے۔ جس میں سے اب ایک شارع عام نکلا ہوا ہے۔

حیدر بازار میں حضرت ابوہریرہ کا مزار ایک پرانی سی عمارت میں ہے۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ مسجد امویہ کے قریب ہی یزید کے عمارت کے کھنڈرات ہیں۔ جو چشم بصیرت کے لیے حد ہزار سالانہ حیرت لیے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر بے اختیار یہ مصرعہ زبان پر آ گیا ہے

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے  
شہر سے دس کیلو میٹر کے بعد  
رضیہ بنت علی  
پر حضرت زینب بنت علیؑ کا شاندار قبہ ہے۔ چاندی کا کام ہو رہا ہے۔ صونے کا ایک تلخ بھی رکھا ہوا ہے۔ ایران کے بعض کٹر کفر کے گنہگار کام کر رہے ہیں حضرت زینبؑ سیران اہل بیت میں

شامل تھیں۔ اگرچہ قیدی تھیں مگر دل آزاد تھا کو قیدیں این نیاور اور دمشق میں یزید کے سامنے جس جرأت اور حق گوئی سے باتیں کیں۔ ان سے ان کی جرأت اہلانی کا اندازہ ہوتا ہے۔

### حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

بیت اور فاتح شام حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا مزار ہے۔ تاریخ اسلام میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی جنگی خدمات و فتوحات قابل تفریب ہیں۔ بیت المقدس کی لڑائی میں جب خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کیا۔ تو یہی ان کی جگہ اسلامی افواج کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اس موقع پر عیسائی راہبوں نے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے خلیفہ کو یہاں بلا لیں۔ اور حضرت عمر فاروقؓ آپ کی دعوت پر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ چنانچہ عیسائیوں نے بغیر لڑنے بیت المقدس کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دیں۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی ایک غیر مسلح و سستہ کا مزار مقرر کیا تھا۔

### سیدنا بلال حبشی

قبہ میں داخل ہو کر جانے کے لیے چند سیڑھیاں نیچے اترتی پڑتی ہیں قبر پر سبز رنگ کے غلاب برقرار ہیں عید کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ سرانے کی طرف ایک برجی بنا کر اس پر ایک بندھا ہوا سبز عمامہ رکھا ہوا ہے۔ ایسے عمامے یہاں اکثر بزرگوں کے مزارات پر دیکھنے میں آتے ہیں حضرت بلال حبشی غلام تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا مالک انہیں سخت تلکھیں دیتا تھا۔ کھانگہ ریت پر ٹکا کہ حجابی پر بکھاری پتھر رکھ دیتے۔ گرم کو گول پر ٹکاتے تھے۔ مگر آپ تلکھت سے کمر بستہ کی بجائے خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خستہ دیکر آزاد کر دیا۔ صحابہ میں آپ کا بہت بلند مرتبہ ہے۔ آپ مؤذن رسول تھے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ نے اذان نہ کہی۔ آپ کی پابندی میں حضرت عبداللہ بن جعفر علیہ السلام نماز میں حضرت جعفر علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے شاہ نجاشی کے سامنے اسلام کی غریبوں کو نہایت خوش اسلوبی سے دوا کیا تھا حضرت سید بن خالد بن ولید کا مزار بھی یہیں ہے۔

### حضرت معاویہ بن ابوسفیان

کے بیٹے تھے جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں کاتب وحی بھی رہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں ان میں آپ ایک فوجی رہے۔ سید سالار مقرر ہوئے۔ اسی شاندار عمارت انجام دی کہ لوگ انہوں کی سادگی



اسلام دشمنی کو قبول کئے۔ دمشق کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ کو دمشق کا گورنر مقرر کر دیا۔ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں یہ سارے ملک شام کے والی مقرر ہوئے۔

حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو انہوں نے امیر معاویہ کو شام کی گورنری سے معزول کر دیا۔ مگر انہوں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جھگڑنے کے مقام پر جنگ ہوئی۔ آخر معاویہؓ نے انشولوں کے سپرد ہو کر۔ یمن کو فی نتیجہ نہ لیا۔ اور امیر معاویہؓ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔

حضرت عیسیٰ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ ان کے جانشین مقرر ہوئے تو امیر معاویہؓ نے عراق پر حملہ کر دیا۔ مگر امام حسنؓ نے مسلمانوں میں غوریزی کو ناپسند کیا۔ اور خلافت سے دست بردار ہو گئے صرف خلیفہ بننے کے لئے امیر معاویہؓ کی اطاعت قبول نہ کی۔ باقی تمام عالم اسلام کے وہ قبیضہ مقرر ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے یزید کو اپنا جانشین بنا کر اسلام میں پہلی مرتبہ شہنشاہی کی بنیاد رکھی اور اسی کا نتیجہ جنگ کو رہا ہے۔

امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کو بڑی بڑی فتنوں کا شکار ہوا۔ سب سے پہلے انہوں نے بحری سیڑیاں تیار کیا۔ اور انہیں کوئٹہ کے معرکوں میں شکست دی۔ ان کے زمانہ خلافت میں مسلمان غیلا کرتے ہوئے سندھ، ترکستان، شمالی افریقہ اور قسطنطنیہ تک پہنچ گئے آج انہیں امیر معاویہؓ کا مزار عبرتؓ (شمالی عراق) کا نام ہے۔ بنی ناس ہے۔ باب الصغیر کو جلتے ہوئے پانی جانب قبرستان میں آپ کا قبہ ہے۔ چھت گہرے کے قریب ہے۔ سیدنا حفصہ بنت سیدنا ابوبکرؓ اور زبان بن عثمان کے قبے بھی یہیں پر ہیں۔ یہیں فضہ بنت سیدنا حضرت فاطمہ الزہراؓ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔

حضرت عبداللہ بن امام زین العابدینؓ سیدنا فاطمہ الصغیرہؓ سیدنا سکینہؓ بنات حضرت امام حسینؓ ام کلثومؓ حضرت امام حسینؓ کے مزارات بھی اسی جگہ ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کا مزار بھی یہیں ہے جو صحابی تھے۔ اور جن کے متعلق قرآن حکیم میں یہ آیت عیسٰی و متوحٰی ان جاءہ الاصحٰی نازل ہوئی تھی۔ خاندان نبوت کے کئی اور افراد اور شہداء کے مزارات بھی اسی جگہ ہیں۔ اہل صفہ میں سے حضرت ادس بن ادس الشافعیؓ کا مزار اسی جگہ ایک قبہ میں ہے۔ حضرت فدا المذولؓ مصری حضرت محمد ہسولؓ وانا کے مزارات بھی خستہ حالت میں یہاں موجود ہیں۔

یزید جس کے نام کے ساتھ واقعہ کربلا اور اہل بیت پر ظلم و ستم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ یہیں ایک قبرستان کے کنارے پر مدفون تھا۔ جہاں لوگ اکثر خشت باری کیا کرتے تھے۔ زناں یوناس جس کے ایک شخص نے کالچ بھلائے کی بھٹی لگائی۔ اب بڑے بڑے درختوں کے تنے کاٹ کر ڈال رکھے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ حضرت ابی ابن کعبؓ انصاری۔ حقداد بن اسودؓ جن کی پیدائش اس جرم میں زبان کو ادی تھی کہ وہ حضرت علیؓ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت مزار بن ازور جو بڑے بہادر اور مجاہد تھے اور حضرت سیف اللہؓ کے ساتھ بہت سے معرکوں میں شریک ہوئے تھے۔ اور جن کی یہی حضرت خولہؓ نے ایک موقع پر بنیوں کی چوبلی سے روٹیوں کے منہ فوٹ دیئے تھے ان کے مزارات بھی اس قبرستان میں ہیں۔ شیخ ارسلان دمشق کا مزار قبرستان باب توما میں ہے۔ قریب ہی ان کے شیخ کا مزار ہے۔ حضرت مزار کی بہادر بہن حضرت خولہ بنت اذہہؓ کا مزار شہر کی مشرقی طرف ہے۔ تاج اسلام میں ان کی بہادری اور جرات کے کئی قصے مرقوم ہیں۔ ایک موقع پر جب حضرت مزارؓ رطتے ہوئے روٹیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ تو حضرت خولہؓ اپنے بھائی کو چھڑانے کے لیے تیار ہو گئیں۔ ان کی جرات و بہادری کو دیکھ کر حضرت خالدؓ نے ایک فوجی دستہ ان کے ہمراہ کر دیا جس راستہ سے حضرت مزارؓ کو روٹی لیے جارہے تھے آپ نے اپنے فوجی دستہ کو لے کر ان کو راستے میں ہی جا لیا۔ اور ان پر حملہ کر کے اپنے بھائی کو چھڑا لیا۔

مشہور مسلمان فلاسفر شیخ اکبر حجی الدین ابن العربیؓ کا مزار محلہ صلیحہ جبل تاسیوں میں واقع ہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اقبال نے مولانا روم کی رہنمائی میں جو مختلف سیارگان کا سفر لکھا ہوا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا تخیل انہوں نے ابن عربیؓ سے ہی لیا ہے۔

حضرت عبدالغنیؓ تاسی کا مزار بھی قریب ہی ہے آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ بڑے صاحب کلمات بزرگ تھے۔ کتب خانہ میں فوت ہوئے حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف بابا کردی کا مزار ساڑھے سات سو برس کا پرانا مزار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا منہ زبان، ناک، کان، دانت اور بال بچہ قائم ہیں مزار سرہانے کی طرف سے کھلا ہوا ہے اور پائنتی کی طرف سے بند ہے۔ پائنتی کی طرف بجلی کا بلب لگا ہوا ہے۔ جسے روشنی کر کے ایک رنگا پاؤں دکھاتے ہیں۔ استغفر اللہ۔ اس سائینس کے زمانے میں پیشہ ور مجاور عوام کو بے وقوف بنانے چلے جارہے ہیں۔

غزوہ بدر کے مشہور صحابی حضرت مقداد بن اسودؓ کنذی علمدار معروف کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بن برویسؓ و سلمیٰ سیدنا ابودرداءؓ جو رسول اللہؐ کے صحابی اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں دمشق کے قاضی تھے۔ علامہ ابن قیمؒ جو ہمیشہ حافظ حدیث اور شیخ ابراہیم بن سلیمانؒ جو بڑے زبردست عالم تھے۔ یہ سب دمشق میں ہی آرام فرما رہے۔ سیدنا حضرت وحید الملکیؒ جو رسول اللہؐ کے

صحابی تھے۔ اور حضرت جبریلؑ اکثر نکی شبیر میں وحی لایا کرتے تھے ان کا مزار دمشق سے دو میل دور مغرب کی طرف ہے۔ حضرت ابوسلمؓ خولانی ایک موضع دارالکبریٰ میں آرام فرما رہے۔ اسود بن عسیٰؓ کذاب نے انہیں آگ میں ڈال دیا تھا۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے بے لگہر ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ آج میں ایسے شخص سے مل رہا ہوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سا سلوک کیا گیا ہے۔ آج کا سارا دن کافی مصروفیت رہی۔ شام کے قریب ہوٹل واپس آئے۔ کھانا کھایا۔ نانا پڑھی۔ بھٹکے ماندے تھے۔ بیٹھے ہی سو گئے۔

ارجون کو صبح ہی ناظم الہندیؒ سب وعدہ تشریف لے آئے۔ حضرت یازید بسطامیؒ کا جو بویا لے گیا وہیں شہر چوتھے میں۔ شہر کے بارہ میل کے فاصلے پر ان کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے۔ آپ کا مزار ایک بلند پہاڑی پر ہے۔ میری اہلیہ اس پہاڑ پر نہ چڑھ سکتی تھیں۔ ان کے علاوہ اصحاب کہفؓ اور ہابیلؓ اور نوحؓ کے مقامات بھی دیکھنے تھے۔ جو پہاڑ پر واقع ہیں۔ لہذا نیچے ہی سے فائزہ پڑھ لی۔

ناظم الہندیؒ صاحب یہاں سے اپنے ہوٹل میں لے آئے۔ اور تقریباً دو گھنٹے تک ہمیں انتظار کرایا رکھا۔ کہ دس بارہ گویہ حضرات کے ساتھ انہوں نے وعدہ کر رکھا ہے۔ تقاضے کر کے سب کے لئے موٹریں آئیں۔ اب ناظم الہندیؒ صاحب نے خود ہم سے معذرت چاہی اور اپنے بڑے رٹکے کو ہمارا راہبر بنا دیا۔ چنانچہ ہم سب سے پہلے اصحاب کہف کے مقام پر گئے۔ (باقی آئندہ)

## موز خوری

کلیبی ناسانی خودی کی

کلیبی مزینائی خودی کی

تجھے گرفتار و شکاری تیاووں

غریبی میں نگہبانی خودی کی

(اقبال)



سے ناراض نہ ہو جائیں !  
 ہارون الرشید :- مرحبا ہارون ! مرحبا  
 { ہارون الرشید پرٹھوکر ہارون }  
 { کو سینے سے لگا لیا ہے }

پیشگوں کا صفحہ ۳

صرف خدا ہی کے لیے

(از جناب حاجی عبیدی دینیوی)  
 ایک جنگ کے موقع پر حضرت علی ایک  
 کافر سے لڑ رہے تھے۔ کافر ایک طاقتور  
 پہلوان تھا۔ اس لیے دونوں طرف سے خوب  
 مقابلہ ہوا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی ہی آخر  
 حضرت علیؑ نے بڑی مشکل سے اسے گرا  
 دیا۔ اس کے سینے پر چڑھ کر اس کو مارنے  
 کے لیے ابھی آپؑ ٹھخڑ نکال ہی رہے  
 تھے۔ کہ اُس نے آپ کے چہرہ مبارک  
 پر تھوک دیا۔ حضرت علیؑ اس کے سینے  
 سے فوراً اُتر آئے۔ کافر نے حیران  
 ہو کر پوچھا کہ "اے علیؑ، تم نے بڑی مشکل  
 سے مجھے گرایا مگر میرے تھوک دینے پر  
 تم میرے سینے سے اُٹھ کھڑے ہوئے  
 حالانکہ تم کو مجھ پر احد بھی زیادہ غصہ  
 آنا چاہیے تھا؟"

حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ میں پہلے مرنے  
 خدا ہی کے لیے تجھ سے لڑ  
 رہا تھا۔ مگر جب تو نے مجھ پر حقوق کا  
 تو میرے دل میں اس چیز کا غصہ آ گیا  
 اگر میں اس وقت تجھے مار دیتا تو میں  
 تجھے اپنے غصہ ہی کی وجہ سے مارتا۔ نہ  
 کہ خدا کے لیے۔ اس لیے میرا وہ مارنا  
 اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا عمل ہوتا۔ اب  
 پھر آؤ۔ اور لڑیں کیوں کہ میرا وہ غصہ  
 اب ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ میں اب صرف خدا  
 ہی کے لیے تجھ سے لڑوں گا۔

یہ سنتی ہی وہ کافر لا الہ الا اللہ  
 محمدؐ سے رسول اللہؐ پڑھتا ہوا مسلمان  
 ہو گیا۔ کیوں کہ اب اسے یہ معلوم ہو گیا  
 تھا کہ

مسلمان صرف خدا ہی

کے لیے لڑتا ہے +

خدا ترسی

عباسیہ خاندان کے مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا زمانہ ہے۔ دور دورہ اسلامی سلطنت کا سکہ بچھا ہوا ہے۔ بغداد کے ایک عالیشان محل میں خلیفہ کا دوبارہ لگا ہوا ہے منیر اور مصاحب ساتھ ہی بیٹھے ہیں۔ اتنے میں خلیفہ کا لڑکا مامیوں روتا اور چیخا ہوا محل میں داخل ہوتا ہے۔ سب دوباروں کی نگاہیں مامیوں کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید بھی بیٹے کی طرف استفسار نہ نگاہوں سے دیکھ کر پوچھتا ہے۔

ہارون الرشید :- ”مامون تجھے کیا ملے گا، کیوں روتا ہے؟“

مامون :- ”مجھے کوئی مال کے روپے کے فے لگائیں

دہارون الرشید وزیروں کی طرف دیکھتا ہے  
ایک وزیر :- حضور! ایسے بد زبان بڑے کی  
زبان کاٹ لینی چاہئے۔ تاکہ آئندہ  
وہ ایسی جرأت نہ کرے۔

دوسرا وزیر:- حضور! اس لڑکے اور اس کے  
 ماں باپ کو ملک بدر کر دیا جائے۔  
 تیسرا وزیر:- حضور! اس کے ماں باپ کی  
 سب جائیداد ضبط کر لی جائے۔  
 چوتھا وزیر:- حضور! اس کے باپ کو اس عدے  
 سے برطرف کر دیا جائے۔

ہارون الرشید منہ پھیر لیتا ہے اور لڑکے  
کی طرف دیکھ کر کہتا ہے :-

دبیٹا! بہتر تو یہ ہے کہ تو اسے بخش دے۔ اگر تو اُسے معاف نہیں کر سکتا۔ تو تو بھی اسے وہی گالیاں دے مگر خجوا وہی الفاظ تو اُسے کہنا جو اس نے استعمال کئے تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اُسے اُس کے الفاظ سے نہ یاد دہکے اور قیامت کے دن پکڑا جائے۔“

ماسون :- انا جان ! میں کو تو ال کے  
لڑکے کو معاف کرتا ہوں۔  
کہ کہیں مجھ سے زیادتی نہ  
ہو جائے۔ اور اللہ میاں ہم

آزادی کی عید مناؤ

عشرت کی قدیم جلاؤ

مستی کو بیرون بنادو

کوچے اور بازار بھاگ

جشن استقلال منٹاؤ

ملت کے ریشاد و جوانو!

ہر دم زندہ یاد جوانو!

خودمختار آزاد و جوانان

آزادی کے بغیر گناہ

عشق استغفار و شاد

بہا پس کی یہ فرقہ داری

توہم کے حق میں ہی بیماری

## مان بھی لو یہ بات ہماری

آپس میں سب کھل مل جاوے

جشن استقلال مناسبات

ماہ شمارہ ۱۹۲۸ء  
طبیعیات نمبر ۲۷۴  
سالانہ (۱۹۲۸)  
پاکستان لائبریری  
تالیف - پیچیدگی  
دیگر سالانہ کتب کی قیمتیں  
شعبہ ادب



# ہفت روزہ اخباریں

یٹنگ غالباً آئندہ ہفتہ منتقل ہوگی۔

● کراچی - ۲ اگست - وزارت صنعت کے ایک پریس نوٹ کے مطابق ضروریات زندگی کی کنٹرول شدہ اشیاء کی قیمتوں میں کمی و بیشی نہ ہوگی۔ گورنمنٹ اس وقت تک ان کی قیمتوں میں رد و بدل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ جب تک یہ قطعی ضروری نہ ہو جائے۔ اور اس کے لیے کوئی وجہ جواز بھی ہو۔ پاکستانی پیسہ کی قیمت میں کمی کے باعث اگلے ہی روز لاہور میں ولایتی کپڑے کی قیمتیں ۸ سے ۱۰ فیصدی چڑھ گئیں۔ سونا دو روپیہ فی تودہ ہٹ گیا۔

● نئی دہلی - ۲ اگست - بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک تھاپا میں ایک سوال کے جواب میں بتلایا کہ ان کے اور وزیر اعظم پاکستان کے درمیان ہونے والی میٹنگ کی ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

● مولائے اویس - ۲ اگست - فرانسیسی لفٹنٹ کے قتل کے سلسلہ میں یہاں پولیس نے تین افراد کو گرفتار کیا ہے۔ ان کے علاوہ ۵۴ اور گرفتاریاں مل رہی ہیں۔

● ڈھاکہ - ۲ اگست - اصلاح ڈھاکہ میں سنگھ اور رنگ پور میں پانی چڑھ رہا ہے۔ مین سنگھ کے پل اور شام بھوگئی ریلوے اسٹیشن کے درمیان ریلوے لائن ٹوٹ جانے سے مین سنگھ معد سب ڈویژن کا اکثر حصہ ضلع میرٹھ کو رٹرنڈ سے کٹ گیا ہے۔

● کراچی - ۲ اگست - کراچی امپروومنٹ ٹرسٹ نے موضع کیاڑی کے تقریباً پچاس ہزار باشندوں کو گاؤں خالی کرنے کے لیے نوٹس دیدئے ہیں۔ عید کے دن گاؤں کے باشندوں نے اس اقدام کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ عید کی نماز کے بعد انہوں نے ایک احتجاجی ریزولوشن بھی پاس کیا۔ جس میں بتلایا گیا کہ وہ آج سے ۶۰ سال قبل اس گاؤں میں آباد ہوئے تھے۔

● منٹگری - ۲ اگست - آج صبح منٹگری کے نئے پاور ہس کا افتتاح کرتے ہوئے پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالحمید خاں دستی نے اس امر کا اظہار کیا کہ تقسیم کے بعد پنجاب میں بجلی کی پیداوار چودہ ہزار سے پینتالیس ہزار کلو میٹر ہو گئی ہے۔

● پریس - ۲ اگست - عالمی بینک نے کراچی پورٹ کی توسیع کیلئے تقریباً ڈیڑھ کروڑ ڈالر قرضہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

● ڈھاکہ - ۳ اگست - طغیانی کی وجہ سے پانی شہر ڈھاکہ کے زیریں علاقہ میں داخل ہو گیا ہے اور شام بازار کے علاقہ میں آج پانی سڑک کے اوپر چار پانچ انچ تک پہنچ گیا ہے۔

● کراچی - ۳ اگست - سیاسی حلقوں کا بیان ہے کہ چار ماہ پرانے افغان پاک جنگ کے لقمہ کے امکانات حال ہی میں زیادہ روشن ہو گئے ہیں۔ پہلے شہزادہ مسعود بن عبدالرحمن سعودی عرب، اور کرنل انور سعادت دھما کے لقمہ کے لیے کوشش کی مگر وہ ناکام رہے۔ اب ترکی کا وزیر اعظم مصالحت کی کوشش کر رہا ہے۔

● سننے میں آئے ہیں کہ حکومت پنجاب محکمہ قانون میں ایک خاص افسر کی تعیناتی کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ جو سرکار کو اخبارات کے خلاف کارروائی کے سلسلے میں مشورہ دے گا۔

● کراچی - ۳ اگست - کشمیر کے متعلق وزیر اعظم محمد علی کی طلب کردہ آل پارٹیز

● ایبٹ آباد - ۳ اگست - آج شام سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار بہادر خاں نے کہا کہ مغربی پاکستان کی نئی لیجسلیٹو اسمبلی میں کل ۳۱ ممبر ہوں گے۔ جن میں سے ۱۲۲ پنجاب - ۳۷ سرحد اور قبائلی علاقہ اور باقی دوسرے علاقوں میں سے منتخب کئے جائیں گے۔ اس طرح پنجاب کو ۴۰ فیصدی اور باقی علاقوں کو ۶۰ فیصدی نمائندگی ملے گی۔

● کراچی - ۳ اگست - امید کی جاتی ہے کہ حکومت پاکستان جلد ہی کپڑے، دواؤں اور دوسری ضروریات زندگی کے درآمدی محصول میں کافی کمی کر دیگی تاکہ روپے کی قیمت میں کمی کی وجہ سے مصارعت زندگی میں اضافہ نہ ہونے پائے۔

● ماسکو - ۳ اگست - روسی وزیر اعظم مارشل نکولائی ملکین نے آج یہاں ایک بیان میں بتلایا کہ جینیوا میں چار بڑوں کی کانفرنس ایک "تاریخی واقعہ" ہے جو روس اور مغربی طاقتوں کے تعلقات میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

● لاہور - ۳ اگست - پنجاب کانٹونری تعلیمی بورڈ آئندہ اکتوبر تک ثانوی تعلیم نظام کو کرسٹیاں اسکول کے علاوہ ثانوی تعلیم کا ہیڈ رول کر سکے گا۔ بورڈ نے موجودہ ضابطہ تعلیم کی مکمل دوبارہ اصلاح نئی دہلی - ۳ اگست - آل انڈیا کانگریس کے جنرل سیکریٹری مسٹر ٹاٹن نے بھارت کے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد بتلایا کہ ملک کے مختلف حصوں میں سیلاب سے ستر لاکھ سے زائد اشخاص متاثر ہو چکے ہیں۔ مالی نقصان کا اندازہ تیس کروڑ روپے سے زائد کا ہے۔

● لاہور - ۵ اگست - پنجاب کے دو دریاؤں راوی اور خیاب میں آج پھر پانی کی سطح بلند ہو گئی۔ کیونکہ ان دونوں دریاؤں کے طاس کے علاقوں میں ابھی تک شدید بارش ہو رہی ہے۔ ان دونوں دریاؤں میں سیلاب کے باعث کسی علاقہ میں جانی یا مالی نقصان کی کوئی سرکاری اطلاع نہیں ملی۔

● ڈھاکہ - ۵ اگست - آج مشرقی بنگال اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ جس میں متحدہ محاذ کے امیدوار مسٹر عبدالحکیم اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے۔ ان کو ۱۰۷ ووٹ اور ان کے حریف مسٹر مطیع الرحمن (عوامی لیگ) کو ۹۲ ووٹ ملے۔ متحدہ محاذ کے امیدوار مسٹر شاہ علی ڈپٹی سپیکر مقرر ہوئے۔ ان کو ۱۵۰ اور ان کی عوامی لیگ حریفہ بیگم بدالہ کو ۹۶ ووٹ ملے۔

● نئی دہلی - ۵ اگست - ہندوستانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ کشمیر کے متعلق وزیر داخلہ پنڈت گوندو بھندرنیت کا بیان ہندوستانی حکومت کی پالیسی کے مطابق ہے۔

● جینیوا - ۵ اگست - امریکہ اور اشتراکی چین کی بات چیت جو یہاں پیر کو شروع ہوئی تھی۔ اب توقع سے کہیں زیادہ طویل اور پیچیدہ ہو گئی ہے۔ امریکہ نے کوریائی جنگ میں گمشدہ پانچ سو امریکی سپاہیوں کا سوال کھڑا کر دیا ہے۔ چینی مندوبین کے لیے غیر متوقع امداد پسندیدگی کا باعث بنا۔

● کراچی - ۶ اگست - ایک سرکاری اعلان کے مطابق پاکستان کے گورنر جنرل محمد غلام محمد دو ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ جنرل سکندر مرزا موجودہ وزیر داخلہ مقام گورنر جنرل ہوں گے۔

● راولپنڈی - ۶ اگست - وزیر بجالات پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ جموں کشمیر کے ہاجین کو